إِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ (الفرقان)

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (وحی الٰہی)

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ ... اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ (وحی الٰہی)

(۱) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (قول مسیح موعود۔ بدر ۵ مارچ سنہ ۱۹۰۸ء)

(۲) ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔

(کلام مسیح موعود۔ بدر ۹۔ اپریل سنہ ۱۹۰۸ء)

(۳) میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں۔

(مسیح موعود کا مکتوب آخری۔ اخبار عام ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء)

نبوت مسیح موعود کے متعلق مباحثہ شملہ کا فیصلہ

الموسوم بہ

قول فیصل

جسے صدر جلسہ مباحثہ جناب شیخ محمد عمر صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل چیف کورٹ پنجاب ثالث مسلمہ فریقین نے قریباً چھ ماہ کی تحقیق و تدقیق کے بعد بحق جماعت احمدیہ قادیان صادر فرمایا اور جس میں تمام دلائل منکران نبوت مسیح موعود کا شافی وکافی جواب مسیح موعود کی کلام سے ہی دیا ہے

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا

۴ جون سنہ ۱۶ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　　　　　　　　　　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ختم نبوت

غیر احمدی تو آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کو پیش کر کے نبوت مسیح موعود کا انکار کرنے ہی [illegible]۔ ہماری طرف سے انکو صرف یہ جواب کافی ہے کہ ہم جیسے خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے قائل ہیں ویسے ہی ہم ان خاتم النبیین کی ان احادیث کے بھی قائل ہیں جنمیں آپ نے آنیوالے عیسیٰ کو نبی اللہ کے نام سے پکارا ہے نہ ایک بار بلکہ متعدد بار۔ لہذا ختم نبوت کا اعتراض ہم پر نہیں ہے اور غیر احمدیوں کا اسکے جواب میں کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا مگر یہ کہ احادیث میں عیسیٰ نبی اللہ کا آنا مذکور ہے وہ مسیح اسرائیلی ہے جسکی نبوت پہلے کی ہے لیکن جب انھیں بتایا گیا کہ آنحضرت کی صحیح احادیث میں وارد ہے کہ لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی یعنی اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری اتباع کے سوا انھیں کچھ چارہ نہ تھا پس جب وہ زندہ ہی نہیں تو یہ کہنا کہ وہی اسرائیلی نبی آئے گا محض غلط ہے قرآن شریف الحمد سے لیکر والناس تک موت عیسیٰ کا ثبوت ہے اس لئے ضروری ہے کہ آنیوالا عیسیٰ نبی اللہ ہم میں سے ہی ہو۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم نے امامکم منکم اور فامکم منکم کہکر فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ ہم میں سے ہمارا ایک امام ہے۔ اور اگر یہ امام باہر سے ہو تو ختم نبوت مشتبہ ہو جاتی ہے جیسا کہ امامکم منکم کی تشریح میں تفسیر فتح الطیب جلد ۳ صفحہ ۱۸۶ میں لکھا ہے کہ انما کان الامام منا لئلا یتدنس بغبار الشبھۃ وجہ لا نبی بعدی یعنی امام کا ہم میں سے ہونا اس لئے ضروری ہے کہ دلیل لا نبی بعدی مشتبہ نہ ہو جاوے۔ اور اگر کوئی یہ کہے کہ امامکم منکم کے ماسوا کوئی اور امام مراد ہے تو یہ ایک بے ثبوت بات ہے اور متقدمین نے تسلیم کر لیا ہے کہ امامکم سے مراد عیسیٰ ہی ہیں (دیکھو مظاہر حق جلد ۴ صفحہ ۳۸۵) اور خود یہ عبث خیال ہے کہ نبی اللہ عیسیٰ کی موجودگی میں کوئی غیر نبی امام ہو۔ خصوصاً جبکہ حدیث صحیح لا مھدی الا عیسیٰ بھی موجود ہے اور مسند امام احمد بن حنبل میں حدیث نبوی موجود ہے کہ یوشک من عاش منکم ان یلقی عیسیٰ ابن مریم اماماً مھدیاً۔ پس جبکہ آنیوالا عیسیٰ نبی اللہ اسی امت میں سے ہی ہے اور وہی امام مہدی بھی ہے تو ختم نبوۃ کا اعتراض اٹھ جاتا ہے اور غیر احمدی خاموش ہو جاتے ہیں ◆

لیکن آہ آج مولوی محمد علی صاحب اور انکے ہم خیال انھیں بوسیدہ اعتراضوں کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں اور کئی دفعہ جواب پا کر بھی خاموش نہیں ہوتے مگر ہم عام اہل اسلام کے لئے اتماماً للحجت نہایت ہی اختصار سے ختم نبوت کی تشریح کر دیتے ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم ◆

خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی تشریح

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان خود اس بات کے قائل ہیں کہ چونکہ اسرائیلی عیسیٰ علیہ السلام بعد از نزول تابع شریعت محمدیہ ہو نگے اور امت محمدیہ میں داخل ہو نگے اس لئے انکی نبوت سے ختم نبوت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ حالانکہ اس عیسیٰ کی نبوت مستقل نبوت ہے لہذا ثابت ہوا کہ اگر امت محمدیہ میں سے کوئی نبوت کے مرتبہ کو پہنچ جائے تو یہ کسی طرح بھی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اور یہ وہ عقیدہ ہے جسے تمام بزرگان دین مانتے چلے آئے ہیں اور ہم ذیل میں چند شہادتیں نقل کرتے ہیں جن سے ہمارے اس بیان کی تائید ہوتی ہے:۔

شہادت اول

چونکہ علماء ظاہر و باطن کے سردار آنحضرت صلعم ہیں اس لئے سب سے پہلے اور سب سے زبردست آپکی شہادت ہے آپ نے اپنے بیٹے کی ابراہیم کی وفات پر بڑے حزن سے فرمایا:۔ لو عاش ابراھیم لکان نبیا یعنی اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہوتا ◆ ایک دوسری حدیث میں یوں آیا ہے کہ ان لہ مرضعا فی الجنۃ ولو عاش لکان صدیقا نبیا (رواہ ابن ماجہ عن ابن عباس) جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی ہو سکتا ہے اگر نبی نہ ہو سکتا مانا جاوے تو نعوذ باللہ یہ کہنا ہو گا کہ آنحضرت سید الصادقین نے جھوٹ بولا جو محال ہے ونعوذ باللہ من ذالک۔ ہاں اگر یہ سوال ہو کہ کیسا نبی ہو سکتا ہے تو سنو!

دوسری شہادت

محدث ملاں علی قاری صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ:۔

لوعاش ابراھیم وصار نبیًّا وکذا لو صار عمرًا نبیًّا لکانا من اتباعہ علیہ السلام [illegible]

.... فلا یناقض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین۔ اذ المعنیٰ انہ لا یاتی نبیٌّ بعدہٗ ینسخ ملتہٗ ولم یکن من امتہٖ۔

یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور ایسے ہی اگر حضرت عمرؓ بھی نبی ہو جاتے تو دونوں آنحضرت صلعم کے تابعداروں میں سے ہوتے پس یہ اللہ کے قول خاتم النبیین کے نقیض نہ ہوتا جس کے معنے یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا۔ جو آپکی ملت کو منسوخ کرنے والا ہو اور آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔

تیسری شہادت

"قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ" یہ الفاظ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ہیں جو آپنے خاتم الانبیاء اور حدیث لا نبی بعدی کے معنوں کو واضح کر [illegible] رہے ہیں۔ آپکی رُوحانی اولاد کبھی اندھوں کیطرح یہ ٹھوکر نہ کھائے کہ مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرے اور خاتم النبیین اور لا نبی بعدی [illegible] پیش کرے۔ آپکے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ یہ تو کہو کہ آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہے۔ بنیاد کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں جیسے بعض نادان آج پیش کر رہے ہیں اور اپنی کم علمی سے کہتے ہیں کہ عائشہ کے قول کو دیوار پر مارو یہ حدیث لا نبی بعدی کے خلاف ہے۔ اور ظالمو یہ تم کو کس طرح معلوم ہوا۔ سنو!

چوتھی شہادت

حضرت امام محمد طاہر صاحب سندھی جوان کاملین میں سے ہیں جو خدا کے خاص برگزیدہ بندہ ہوتے ہیں جو مسلم طور پر محدث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ:۔ ھذا ناظرٌ علی نزول عیسٰے وھذا ایضًا لا ینافی حدیث لا نبی بعدی لانہٗ اراد لا نبی ینسخ شرعہٗ۔ (مجمع البحار تکملہ صـ۸۵)

یعنی ام المومنین صدیقہؓ نے یہ قول مسیح موعود نبی اللہ کی آمد کو مدنظر رکھ کر فرمایا ہے اور عیسٰی نبی اللہ کا نزول حدیث لا نبی بعدی کے خلاف نہیں ہے کیونکہ لا نبی بعدی کا منشا یہ ہے کہ کوئی نبی جو آپکی شریعت کو منسوخ کرنیوالا ہو آپکے بعد نہ ہوگا +

پانچویں شہادت

حضرت امام شعرانی رحؒ فرماتے ہیں کہ:۔ وقولہ صلعم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہٖ لا مشرع بعدی۔ یعنی آنحضرت صلعم کا یہ قول کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ رسول۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہے۔ (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صـ۲۲) +

چھٹی شہادت

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب جو اپنے زمانہ کے امام اور مجدد تھے وہ آلہی تفہیم سے فرماتے ہیں کہ:۔ ختم بہ النبیون ای لا یوجد من یامرہ اللہ سبحانہ بالتشریع علی الناس (تفہیمات آلہیہ تفہیم ۵۳)

آنحضرت صلعم کے ساتھ نبی ختم کئے گئے یعنی اب کوئی ایسا نہ ہوگا جسے خدا شریعت کے ساتھ لوگوں کی طرف مامور فرمادے +

ساتویں شہادت

حضرت محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ جو وفات عیسٰی کے بھی قائل ہیں فرماتے ہیں کہ:۔ فان الرسالت والنبوۃ بالتشریع قد انقطعت فلا رسول بعدہٗ ولا نبی ای لا مشرع ولا شریعۃ وان عیسٰے اذا نزل ما یحکم الا بشریعۃ محمد وھو خاتم الاولیاء (فتوحات مکیہ)

یعنی رسالت اور نبوت تشریعی بیشک ختم ہو چکی۔ پس کوئی رسول آپ کے بعد نہیں اور نہ کوئی نبی یعنی کوئی صاحب شریعت نبی اور شریعت کوئی نہیں اور عیسٰی جب وہ نازل ہونگے تو وہ نہیں حکم کرینگے مگر ساتھ شریعت محمدیہ کے اور وہ خاتم الاولیاء ہوگا + [1]

آٹھویں شہادت

حضرت مرزا جانجاناں شہید دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:۔ "ہیچ کمال غیر از نبوت بالاصالت ختم نہ گردیدہ و در مبداء فیاض بخل و دریغ ممکن نیست" (مقامات مظہری صـ۸۸)

یعنی بجز بالاصالت نبوت کے جسے دوسرے لفظوں میں نبوت مستقلہ کہتے ہیں۔ کوئی کمال ختم نہیں ہوا۔ اور ممکن نہیں کہ خدا ظلی طور پر کمالات نبوت کو بند کردے کیونکہ اس مبدءِ فیاض میں بخل و دریغ جائز ہی نہیں +

[1] نوٹ: مسیح موعود کے خاتم الاولیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ ظلی طور پر جملہ کمالات نبوت کا ختم کرنیوالا۔ جسکے بعد جو ولی ہوگا اسکی اتباع سے ہی ہوگا ۔ ۱۹۰۱ء سے خاتم الانبیاء کے معنی [illegible]

ویں شہادت

سید عبد الکریم جیلی رح اپنی کتاب الانسان الکامل میں فرماتے ہیں کہ:-
" تشریعی نبوت کا حکم آنحضرت صلعم کے بعد منقطع ہو گیا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ٹھہرے" خزینۃ التصوف ترجمہ الانسان الکامل باب ۳۶ صہ ۱۶۲) +

دسویں شہادت

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں کہ:-
اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا تو × × × اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ نہ آئے گا۔ (تحذیر الموسنین صہ ۲۸)

وتلک عشرۃ کاملۃ اس قسم کے دلائل اور بھی بہتیرے موجود ہیں جنہیں بسبب عدم گنجائش چھوڑا جاتا ہے۔ اور خاتمہ پر حضرت خاتم الخلفاء مسیح موعود نبی اللہ ہی کی شہادت پیش ہے۔ کیونکہ صاحب منصب نبوت سب سے زیادہ شہادت دینے کا احق ہے اور اسی کی شہادت سب سے درست ہے۔ سنو! آپ اپنے مخالف علماء کے متعلق فرماتے ہیں کہ اب

(۱) " علماء کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی قرآن میں خاتم النبیین جو آیا ہو جس پر الف لام بھی پڑے ہیں۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانے والی نبوت سب بند ہو چکی ہے پس اب اگر کوئی نئی شریعت کا مدعی ہوگا وہ کافر ہے" (تقریر مسیح موعود از الحکم ۷۔ فروری ۱۹۰۳ء) +

(۲) " اللہ جلشانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہر گز نہیں دیگئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپکی توجہ روحانی نبی تراشش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اس حدیث کے ہیں کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل یعنی میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہونگے × × × × × یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے بے نصیب ہے۔ اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے۔ اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے امتی۔ وہی مسیح موعود کہلائیگا۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۹۹ ۔۱۰۱) +

مندرجہ بالا دلائل سے ثابت ہو گیا کہ متقدمین کا بھی ختم نبوت کے متعلق وہی مذہب ہے جو آج احمدی جماعت کا ہے اور چونکہ دلائل مذکورہ بالا کے مخالف متقدمین میں سے کسی نے بھی قلم نہیں اُٹھایا اس لئے ماننا پڑیگا کہ تمام مسلمانوں کا یہی مذہب رہا ہے۔ ہاں اب منکران مسیح موعود محض دھوکہ دینے کے لئے حضرت مسیح کیطرف نبوت مستقلہ یا تشریعی نبوت کا دعویٰ منسوب کرتے ہیں جو محض غلط ہے حضرت مسیح موعود نے صاف فرمایا ہے کہ:-

ہمارے الہامات میں جو نبی آیا ہے تو یہ شرطیں ساتھ رکھتا ہے۔ اوّل یہ کہ نئی شریعت نہیں لایا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ہے الحکم ۷ فروری ۱۹۰۳ء +

بالآخر یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود کی نبوت دراصل آنحضرت صلعم ہی کی نبوت ہے کیونکہ مسیح موعود حسب عدہ وآخرین منھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بروز ہیں جو جمیع کمالات محمدیہ ہی کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ بجز انکی اتباع کے کسی کو فیض نبوت نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ جس طرح آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں آپکا بروز موعود خاتم الاولیاء ہے جس سے منہ پھیرنا دراصل خدا اور رسول سے منہ پھیرنا ہے جس سے بڑھ کر کوئی شقاوت نہیں +

والسلام علی من اتبع المھدی الموعود صاحب الھدے

شملہ ۱۱ مئی ۱۹۱۶ء } عمر الدین احمدی یکے از ادنےٰ غلامان حضرت بشیر الدین محمود احمد فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

اس مباحثہ کے متعلق بعض لوکل حالات کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ یہ کوئی معمولی مباحثہ نہیں بلکہ ایک بڑا عظیم الشان مباحثہ ہے اور اس میں چند ایسی خصوصیات ہیں کہ دوسرے مباحثوں میں جو مختلف مقامات پر مبائعین کو منکرین خلافت سے پیش آئے۔ پائی نہیں جاتیں ÷

پچھلے سال جناب منشی عبدالحق صاحب (منکر خلافت) دھلی سے شملہ ملازمت کے لئے آئے تو انھوں نے بعض احباب کے ذریعہ مولوی عمرالدین صاحب سے گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی جسے انھوں نے خوشی سے قبول کرلیا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے منشی صاحب موصوف ملنے نہ آئے۔ حالانکہ انکی طرف دو تین دفعہ آدمی بھی بھیجا گیا۔ چونکہ مولوی صاحب دو ماہ کی رخصت لے چکے تھے اس لئے وہ جالندھر چلے گئے۔ وہاں جاکر انھوں نے خط لکھا کہ افسوس ہے آپ سے ملاقات نہ ہوئی اور ساتھ ہی چند نصیحت آمیز کلمات بھی لکھے اور نیز مسئلہ نبوت اور خلافت پر کچھ لکھا جس سے ان کا مدعا محض منشی صاحب کو راہِ حق دکھانا تھا۔ کیونکہ شملے میں انھوں نے اپنے دوستوں میں یہ کہنا شروع کیا کہ عمرالدین تو میرے سامنے بول بھی نہیں سکتا۔ اور ساتھ ہی اپنے آپ کو بڑا محقق بناتے تھے۔ اس کے جواب میں منشی صاحب نے ایک لمبا خط لکھا اور بعدہٗ مولوی محمد علی صاحب کا ٹریکٹ ”القول الفصل کی ایک غلطی کا اظہار“ بھیجدیا۔ جس کا جواب مولوی صاحب نے لکھ کر ان کو پہنچا دیا۔ اور خود دارالامان چلے گئے۔ وہاں ان کا ایک اور خط آیا اور اس کا جواب بھی ان کو دیا گیا÷ اور جب مولوی عمرالدین صاحب شملے واپس آئے

تو منشی صاحب اُن سے ملے۔ اور ایک دو دفعہ مسئلہ نبوّت پر گفتگو ہوئی۔ آخر نوبت یہاں تک پُہنچی کہ انھوں نے تنگ آکر کئی دفعہ کہا کہ چلو کسی فہیم غیر احمدی سے پوچھ لو کہ تم سچے ہو یا میں۔ اور کبھی یہ کہدیتے کہ چلو کسی کامن سنس (عام سمجھ) والے انسان سے پوچھ لو۔ غرض اس قسم کے جملے سُنکر آخر مولوی صاحب نے کہا کہ اچھا جسے چاہو ثالث مقرر کرلو لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۱۰ پارہ ۱۰۔ رکوع ۱۔ آخر بتراضی فریقین فیصلہ ہوا کہ مسٹر محمد عمر صاحب بی اے وکیل کو ثالث مقرر کیا جائے منشی عبدالحق صاحب نے تو یہ عہد کیا کہ ثالث جو فیصلہ کرے میں مان لوں گا اور مولوی صاحب سے بھی یہی خواہش کی مگر انھوں نے کہا کہ ثالث تو میں انھیں مان لیتا ہوں مگر ان کے فیصلہ کا پابند نہیں ہوسکتا۔ غرض منشی صاحب نے ثالث کے فیصلہ کو اپنے لئے قابل پابندی قرار دیا۔ اور اقرار کیا کہ اگر انھوں نے وہ فیصلہ کیا جو تم کہتے ہو تو میں فوراً تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پہلے لکچر میں وکیل صاحب بھی موجود تھے اور انھوں نے دل کھول کر اپنا مدعا بیان کرلیا تھا۔ اس کے بعد انھوں نے مولوی صاحب کو ایک چٹھی لکھی کہ میں مسئلہ کفر و اسلام پر بحث کرنی چاہتا ہوں۔ اسپر دونوں میں زبانی بات چیت ہوئی۔ مولوی صاحب کہتے تھے کہ مسئلہ نبوّت مقدم ہے مگر منشی صاحب اصرار کرتے تھے کہ پہلے کفر و اسلام پر گفتگو ہونی چاہیئے جب دیکھا کہ یہ سیدھی سی بات کسی طرح اس کی سمجھ میں نہیں آتی تو ناچار منظور کرلیا کہ اچھا کفر و اسلام ہی پہلی مبحث کے طے ہو جانے پر وکیل صاحب سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے بخوشی خاطر ثالث ہونا منظور کرلیا اور دن اور وقت مقرر کر دیا۔ بحث شروع ہونے سے پہلے وکیل صاحب نے مولوی صاحب سے ان کا دعویٰ دریافت کیا اور لکھ لیا۔ چونکہ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ کے مُنکر کافر ہیں اس لئے وکیل صاحب نے کہا کہ اگر مرزا صاحب کے منکر اس لئے کافر ہیں کہ وہ نبی ہیں تو پہلے نبوت کا فیصلہ ہونا چاہیئے جو اصل بنا ہے۔ انھوں نے کہا بہت اچھا۔ میں تو پہلے ہی یہی چاہتا تھا لیکن منشی عبدالحق صاحب منظور نہیں کرتے۔ منشی صاحب نے اس وقت بھی بحث نبوت کو ٹالنا چاہا مگر آخر وکیل صاحب اور حاضرین کے کہنے سے مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ دعوت عام تھی اس لئے احمدی اور غیر احمدی سب شامل تھے پہلے ہی دن کے دلائل سُنکر منشی صاحب بہت گھبرائے اور انھوں نے منکرین خلافت کے رئیس المناظرین حکیم محمد حسین صاحب عرف مرہم عیسیٰ کو مدد کے لئے بُلوا

بھیجا۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب منشی عبدالحق صاحب کو اپنے ایک خط مرقومہ ۲۰۔ اگست ۱۹۱۵ء میں لکھتے ہیں " دیکھئے آپ نے خود ایک بحث شروع کی۔ یہاں سے مرہم عیسیٰ صاحب کو مدد کے لئے بُلوایا " مولوی صاحب کی دو تقریریں ہوئیں جس میں مسائل نبوت اور کفر پر تشریح کے ساتھ بحث کی گئی۔ اس کے بعد منشی عبدالحق صاحب کا جواب شروع ہُوا۔ اب وہ بڑے دلیر تھے کیونکہ مرہم عیسیٰ صاحب ان کو مصالحہ بہم پہنچانے کے لئے موجود تھے یہ تحریریں اتوار کو ہوتی تھیں اور کبھی ہفتہ میں دو دفعہ بھی ہو جاتی تھیں۔ میعاد وقت مقرر نہیں تھی اور نیز وکیل صاحب نے کہا کہ میں اس طرح فیصلہ دینا نہیں چاہتا کہ طرفین کی تحریریں سُنکر یہ کہدوں کہ دلائل کا غلبہ کس طرف ہے کیونکہ اس میں ایک نقص رہ جاتا ہے کہ بعض اوقات ایک شخص زیادہ واقف ہوتا ہے اور زبان کی چالاکی سے دوسرے پر غلبہ پا لیتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ غلطی پر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں میں جانتا ہوں کہ جس گروہ کے خلاف فیصلہ ہوگا وہ فیصلہ کو غلط قرار دے گا۔ طرح طرح کی بدظنی کرے گا۔ نکتہ چینی کرے گا۔ اور عوام الناس میں یہ مشہور کرنے کی کوشش کرے گا کہ ثالث سمجھے نہیں یا دیدہ دانستہ ایک فریق کی پاسداری کی۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ خواہ کتنا بھی وقت خرچ ہو فریقین دل کھول کر اپنے دلائل بیان کریں میں تحقیق حق کرنی چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حسب موقعہ جرح کرونگا۔ اور نیز خود کتابوں کا مطالعہ کرونگا۔ چنانچہ انھوں نے فریق ثانی کو کہدیا کہ جہاں تک ہو سکے اپنے مطلب کی تشریح کریں۔ لہذا منشی عبدالحق صاحب نے ایک طول طویل تحریر کی۔ چونکہ وکیل صاحب درمیان میں جرح بھی کرتے تھے اور طرفین سے جواب سُنتے تھے اس لئے یہ تقریر کئی ہفتوں میں ختم ہوئی۔ اور غالباً دو ماہ تک جاری رہی۔ جہاں ضرورت ہوتی تھی مرہم عیسیٰ صاحب منشی عبدالحق صاحب کے مطلب کو واضح کر دیتے تھے بلکہ مزید تشریح بھی کرتے تھے اور وکیل صاحب کی جرح کا ہمیشہ وہی جواب دیتے تھے اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ در اصل مدمقابل مرہم عیسیٰ صاحب ہی تھے کیونکہ منشی عبدالحق صاحب کی تقریر حکیم صاحب کی لکھی ہوئی تحریر ہی ہوتی تھی۔ ہاں تمسخر کے طور پر منشی صاحب بھی درمیان میں بعض بعض باتیں کہہ جاتے تھے اور اس قسم کے کلمات بولتے جاتے تھے کہ غیر احمدی خوش ہوں۔ اس اثناء میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے اس خیال سے کہ معاملہ نے ایک اہم اور طویل صورت اختیار کر لی ہے میاں محمد سعید صاحب سعدی کو لاہور سے مولوی عمرالدین صاحب کی امداد کے لئے بھیجدیا چنانچہ دو ہفتہ کے قریب وہ بھی شملہ میں

قیام پذیر رہے۔ انھوں نے جہاں تک ہو سکا حوالجات کے مہیا کرنے میں مدد دی مگر وہ بحث میں حصہ نہیں لیتے تھے ؛

علاوہ ان باقاعدہ تحریروں کے منشی عبدالحق اور مرہم عیسیٰ صاحبان علیحدہ طور پر بھی وکیل صاحب سے بلکہ وقتاً فوقتاً مضمون زیر بحث کے متعلق باتیں کرتے رہے مگر مولوی عمرالدین صاحب کو سوائے ایک یا دو مرتبہ کے ان سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وکیل صاحب کے دل و دماغ پر اپنے خیالات جمانے کے لئے غیر مبائعین نے ایک طریقہ اور اختیار کیا یعنے کبھی کبھی پیغام صلح میں بحث کے متعلق مضامین چھپواتے اور وکیل صاحب کو دکھاتے۔ نیز مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ بھی انھیں پڑھنے کیلئے دیئے غرض اوّل تو چونکہ ایک غلط بات کو صحیح ثابت کرنے کے لئے قدرتاً بڑے پیچ ڈالنے پڑتے ہیں چنانچہ حقیقۃ الوحی میں جو لفظ اوائل آیا ہے اور حضرت امام علیہ السلام نے لکھا ہے کہ اوائل میں میرا یہ عقیدہ تھا۔ اس لفظ پر جب وکیل صاحب نے جرح کی تو مرہم عیسیٰ صاحب بڑے سٹ پٹائے۔ بہتیرے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارے۔ پہلے تو حکیم صاحب نے کہا کہ اوائل سے مُراد زمانہ قبل از بعثت ہے لیکن جب وکیل صاحب نے پوچھا کہ پھر تریاق القلوب میں کیوں لکھا ہے کہ یہ جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے تو حکیم صاحب کے اوسان خطا ہو گئے اور کوئی جواب نہ بن پڑا۔ وکیل صاحب نے کہا کہ یہ سوال بڑا مشکل ہے معلوم ہوتا ہے آپ نے اسپر غور نہیں کیا۔ اس لئے آپ اس کو اچھی طرح مطالعہ کر کے اگلی دفعہ اس سوال کا پھر جواب دیں۔ اگلے ہفتے حکیم صاحب کا جو مضمون پڑھا گیا تو اس میں آپ نے اپنی پہلی پوزیشن چھوڑ کر یہ بیان کیا کہ دراصل ابتدا سے ہی مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ پر فضیلت کا دعویٰ تھا صرف تریاق القلوب لکھتے وقت ان سے غلطی ہو گئی کہ جزئی فضیلت لکھدی۔ جس کا کفّارہ حضرت نے یوں کیا کہ بعد کی کتابوں میں کھول کھول کر لکھا کہ میں عیسیٰ سے افضل ہوں لیکن جب اسپر یہ کہا گیا کہ یہ جزئی فضیلت تو پہلی تمام کتابوں میں موجود ہے اس لئے یہ غلطی کیونکر ہو سکتی ہے تو پھر حکیم صاحب نے تیسری صورت اختیار کی جو یہ تھی کہ حقیقۃ الوحی میں بھی جزئی فضیلت ہے اور یہی تمام کتابوں میں لکھا ہے لیکن جب اسپر جرح ہوئی کہ پھر مرزا صاحب کو سائل کے جواب میں یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ پہلے میرا وہ عقیدہ تھا اور اب یہ ہے حالانکہ دونوں عقیدے یکساں تھے تو حکیم صاحب نے جواب دیا اور خوب ہی دیا کہ :-

" پہلے تو جزئی ناقص فضیلت تھی بعد میں جزئی کامل فضیلت ہوگئی اس لئے فرمایا کہ میں تمام شان میں افضل ہوں جس سے مُراد جزئی کامل فضیلت ہے"

تب وکیل صاحب نے کہا کہ میں جزئی اور کامل کا مطلب نہیں سمجھا۔ اس پر حکیم صاحب نے اپنے جواب پر اصرار کیا اور وکیل نے کہا بہت اچھا آپ آگے چلیں +

ہمارے اس بیان پر پیغام صلح میں مسئلہ فضیلت پر مرہم عیسیٰ کے وہی مضامین شائع شدہ موجود ہیں۔ اور نیز وکیل صاحب کے نوٹوں میں بھی یہ سب کچھ من وعن موجود ہے +

جب اس طرح بحث میں بہت ہی وقت صرف ہوگیا۔ اور طوالت بے معنی سے طبیعتیں گھبرائیں تو یہ فیصلہ ہوا . . . . . کہ فی الحال ثالث صاحب مسئلہ نبوت پر اپنا فیصلہ دیدیں اگر ضرورت ہوئی تو مسئلہ کفر پر بعد میں بحث ہو جائیگی چنانچہ سلسلۂ بحث ختم ہو گیا۔ مگر مرہم عیسیٰ صاحب نے وکیل صاحب پر اثر ڈالنے کے لئے ایک اور چالاکی کی۔ اور وہ یہ کہ مسئلہ نبوت پر ایک عام لکچر دیا اور اس میں وکیل صاحب کو پریزیڈنٹ مقرر کیا۔ یہ لکچر انجمن اسلامیہ کے مکان میں ہوا۔ عموماً انجمن اسلامیہ یا دیگر مسلمان غیر احمدی۔ احمدیت کے متعلق لکچر دینے کے لئے اپنی جگہ نہیں دیتے۔ مگر ان کا اس لکچر کے لئے راضی ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انھوں نے اس لکچر کو احمدیت کی تائید میں نہیں سمجھا بلکہ اپنے مفید مطلب خیال کیا۔ اس امر کا ایک یہ بھی ثبوت ہے کہ اس میں ایک شخص مسمی بابو عبدالقادر بھی شریک تھے جو سلسلہ عالیہ کے سخت ترین دشمنوں میں سے ہے اور ہمیشہ برسوں سے ہمارے خلاف کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لکچر کے بعد انھوں نے مرہم عیسیٰ صاحب سے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ کچھ دن اور ٹھہرنے کے لئے کہا اور نیز دعوت کھانے کے لئے استدعا کی۔ لکچر ختم ہونے پر پریزیڈنٹ صاحب نے کہا کہ چونکہ میں انہی امور کے متعلق ایک بحث میں ثالث مقرر کیا گیا ہوں۔ اس لئے جب تک میں اپنا فیصلہ نہ دیدوں کسی قسم کے خیالات ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا +

اس کے بعد مرہم عیسیٰ صاحب واپس تشریف لے گئے۔ اب ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب تشریف لائے اور لگے وکیل صاحب کو سمجھانے۔ ایک روز ڈاکٹر صاحب وکیل صاحب کو سمجھا رہے تھے کہ اتفاقاً مولوی عمرالدین صاحب کا اُدھر سے گذر ہوگیا۔ اور وہ بھی بیٹھ گئے اور سوال و جواب میں ڈاکٹر صاحب کا ناک میں دم کر دیا۔ تنگ آکر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں پھر کل فلاں وقت آؤنگا

مگر وہ وقت مقررہ پر نہ آئے بلکہ اسوقت کو ٹالکر دوسرے وقت وکیل صاحب کے پاس گئے کہ کہیں مولوی عمرالدین صاحب سے ٹاکرا نہ ہو جائے مگر وکیل صاحب اب معاملہ خوب سمجھتے تھے اس لئے وہ ان کے داؤ میں نہ آئے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ کسی طرح دال نہیں گلتی تو پھر مرہم عیسیٰ صاحب کو بلالیا۔ چنانچہ وہ آکر دو تین ماہ پھر یہیں رہے +

منشی عبدالحق صاحب نے مباحثہ میں ناکامی دیکھ کر اور اندر ہی اندر مرہم عیسیٰ سے مباحثہ کر کے اور اس سے کافی اور تسلی بخش جواب نہ پاکر اور یہ دیکھ کر کہ حق قادیان کیطرف ہے عام اظہار کر دیا کہ میں اب حضرت میاں صاحب کی بیعت کر لونگا۔ اور اس اثناء میں مولوی عمرالدین صاحب کو اپنی تائید میں لیکر مرہم عیسیٰ سے مباحثہ بھی کیا۔ اور پیغامیوں نے جب دیکھا کہ اب عبدالحق ہاتھ سے گیا تو اسکی منت اور خوشامد شروع کی اور مرہم عیسیٰ صاحب نے یہ چال چلی کہ منشی عبدالحق کو کہا کہ تمام علماء کا یہی مذہب ہے کہ نبی بغیر کتاب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے اسے پٹی پڑھائی کہ تم ایک استفتاء کی صورت میں علماء سے سوال کرو کہ کیا نبی کے بہت سے صفات لازمہ میں سے صرف ایک صفت یعنی پیشگوئی کرنے والا بھی نبی ہو سکتا ہے۔ منشی عبدالحق صاحب نے پہلے تو علماء کو خطوط لکھ دیئے اور کچھ دن بعد مولوی عمرالدین صاحب سے اس کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ مرہم عیسیٰ کا سوال ہی محض بے ایمانی پر مبنی ہے اس لئے اگر تحقیق منظور ہے تو یوں دریافت کرو کہ کیا وہ شخص بھی نبی ہو سکتا ہے جو خدا سے مکالمہ مخاطبہ بکثرت رکھتا ہے اور خدا اُسے نبی کہتا ہے لیکن اس کے پاس کوئی احکام جدیدہ نہیں آتے نہ کوئی احکام وہ منسوخ کرتا۔ تب دیکھو تمھیں کیا جواب ملتا ہے لیکن چونکہ منشی عبدالحق کی نیت بخیر نہ رہی تھی اور وہ مولوی محمد علی صاحب کے پیار کے خطوط سے متاثر ہو چکا تھا اس لئے اس نے چاہا کہ کسی طرح یہ ثابت ہو کہ نبی بغیر کتاب نہیں ہو سکتا۔ اس غرض کو حاصل کرنے کیلئے وہ جامع مسجد شملہ کے امام کے پاس گیا اور پوچھا۔ "کیا نبی بغیر کتاب بھی ہو سکتا ہے یا نہیں" انھوں نے جواب دیا۔ ہاں اکثر نبی بغیر کتاب ہوئے ہیں"۔ پھر سوال کیا "چونکہ نبی کی بعثت کی غرض تکمیل تشریعت ہوتی ہے۔ اس لئے نبی کے ساتھ احکام جدیدہ کا ہونا یا ایسے احکام کا ہونا جو سابق احکام کے ناسخ ہوں ضروری ہے۔ اور وہ احکام بھی کتاب کہلائے گی۔ خواہ ایسا حکم ایک ہی ہو۔ اس لئے نبی بغیر کتاب نہیں ہو سکتا" مولوی صاحب نے جواب دیا۔ "جو اصل آپ نے قائم کر کے نبی کا صاحب کتاب ہونا ضروری قرار دیا ہے خود ہی

غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا۔ نبی بغیر کتاب ہو سکتا ہے" اس کے بعد کچھ اور باتیں ہوتی رہیں اور منشی عبدالحق صاحب نے کہا کہ اگر مولوی صاحب نبوۃ مسیح موعود کے متعلق فیصلہ کر دیں جیسے کہ وکیل صاحب کہتے ہیں تو میں عید پر کیا آج ہی بیعت کر لیتا ہوں۔ غرض اس کے لئے اتوار کا دن مقرر ہوا۔ مولوی صاحب کے آگے کچھ تحریریں طرفین کی طرف سے رکھدی گئیں بغیر اس کے کہ تشریح کی جائے۔ ان پر مولوی صاحب نے فیصلہ دیا کہ "بیشک مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور اپنے آپ کو بلحاظ نبی ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے" مگر افسوس ہے کہ منشی عبدالحق صاحب نے وعدہ کو پورا نہ کیا بلکہ الٹا پیغام صلح میں محض جھوٹ لکھ دیا کہ فاضل دیوبندی امام جامع مسجد نے ان کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے۔ حالانکہ مذکورہ بالا الفاظ مولوی صاحب کے ایک مصدقہ خط میں سے ہیں اور یہ خط ہمارے پاس محفوظ ہے +

اسی طرح منشی عبدالحق صاحب نے مولوی غلام محمد صاحب وکیل ندوۃ العلماء سے پوچھا تو اُس نے بھی وہی جواب دیا۔ بلکہ مولوی صاحب نے کہا کہ محدث اور نبی میں صرف ضعف اور شدت کا فرق ہے نہ کچھ اور۔ اور کہا کہ جس طرح ایک بچہ اور ایک جوان ہے یہی مثال محدث اور نبی کی ہے +

یوں تو منشی عبدالحق صاحب نے کئی خط لکھے تھے لیکن ہمیں صرف ایک خط اُن کا ملا جو انھوں نے مولوی ابوالکلام صاحب کو لکھا تھا۔ ہم اُسے فائدہ عام کیلئے مع جواب مولوی ابوالکلام صاحب درج ذیل کرتے ہیں :۔

سوال "۔ کیا از روئے خاتم الکتب یعنے فرقان حمید یہ بات تحقق ہے کہ کوئی نبی بغیر کتاب یا احکام جدیدہ کے نہیں آسکتا۔ اور یہ کہ انبیائے ماسبق میں کوئی نبی ایسا بھی گذرا ہے یا نہیں جو صرف پیشگوئیاں ہی کرنیوالا ہو اور اپنے ساتھ کسی قسم کی کتاب یا کوئی نیا حکم (خواہ ایک ہی کیوں نہ ہو) نہ لایا ہو" +

اس کا **جواب** مولوی ابوالکلام صاحب نے اپنے خط مرقومہ ۴ر اگست ۱۹۱۵ء میں یہ دیا۔ (تاریخ غلط لکھی ہے۔ اصل ۴ر ستمبر چاہیئے)

(۱) "قرآن حکیم میں کوئی بیان اس قسم کا نہیں ہے کہ بغیر کتاب و احکام تشریعی کے کوئی نبی نہیں آسکتا۔ برخلاف اس کے اس میں ان انبیائے کرام کے اسمائے مبارک پائے جاتے ہیں جو مثلاً حضرت

کتاب و شریعت جدیدہ نہ تھے +

(۲) "آپکے سوال کا دوسرا ٹکڑا ذرا تشریح طلب ہے۔ کوئی ایسا نبی بھی گزرا ہے؟ بلا شبہ گزرے ہیں۔ علی الخصوص انبیائے بنی اسرائیل جو یکے بعد دیگرے احیائے شریعت موسوی کے لئے مبعوث ہوتے رہے اور کوئی نئی شریعت ان کے ساتھ نہ تھی ان میں سے بعض صاحب صحائف بھی تھے۔ لیکن اُن کے صحف میں احیائے شریعت موسوی کی دعوة اور تذکیر اور موعظہ کے سوائے اور کچھ نہیں ہے خود حضرت مسیح علی نبینا و علیہ السلام بھی کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔ جیساکہ انھوں نے خود تصریح کردی بلکہ انکی بعثت کا تمام تر مقصد یہ تھا کہ شریعت موسویہ کی تجدید ہو۔ اور آنیوالے آخری ظہور کے لئے دُنیا کو طیار کیا جائے +

" لیکن آپ کا یہ جملہ کہ ' جو صرف پیشگوئیاں کرنیوالا ہو ' تشریح طلب ہے نبی کے لفظ سے لوگوں نے اخبار بالغیب پر استدلال کیا ہے لیکن کتب الٰہیہ سے یہ نبی کا اصل کام نہیں معلوم ہوتا۔ اصل شئے احیائے اُمت اور برکات سماویہ ربانیہ کا نزول ہے۔ نیز تائید الٰہی و خوارق و ہدایت و نشوونموئے تعلیمات حقہ و صادقہ +

" پھر 'پیشگوئی' کا لفظ بھی بہت مجمل ہے۔ اگر اس سے مقصود انذار و بشارت ہو یعنے مستقبل کے عذاب سے ڈرانا جو انکار و تمرد کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور نتائج حسنہ کی بشارت دینا جو قبول و ایمان کا اصلی پھل ہے تو اسمیں شک نہیں کہ نہ صرف انبیائے کرام بلکہ تمام متبعین و مستفیدین نبوت کے اعمال حقہ کا یہ لازمی جزو ہے" +

یہ خط منشی عبدالحق صاحب نے مرہم عیسٰی صاحب کے کہنے پر لکھا تھا۔ یوں تو ایک احمدی کے لئے کسی غیر کی شہادت کی ضرورت نہیں۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے معتقدات اردو زبان میں واضح طور پر لکھے ہوئے موجود ہیں تو پھر ان پر کسی اور کو حکم ٹھہرانا غلطی ہے۔ مگر تاہم خُدا کی شان ان کو بیرونی طور پر بھی ناکامی ہی نصیب ہوئی +

مرہم عیسٰی صاحب کا خیال تھا اور اب بھی ہے کہ حضرت صاحب کسی قسم کے نبی نہیں اور ظلی بروزی کچھ نہیں ہوتا۔ اسپر انکی منشی عبدالحق صاحب سے گھر پر تکرار بھی ہوئی۔ منشی عبدالحق صاحب کا جواب تھا کہ حضرت صاحب نے ایک غلطی کے ازالہ میں محض انکار کرنیوالے کو بے خبر اور غلطی پر بتایا ہے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب

کے بھی ایسے ہی خیالات ہیں جو آپکے تو میرا سلام ہے اور میں بیعت کر لیتا ہوں۔ اسی قسم کی اور بھی کئی باتیں تھیں اور مرہم عیسیٰ صاحب تو بڑے مُنہ پھٹ آدمی ہیں۔ بات کرتے وقت اتنا بھی نہیں سوچتے کہ کہیں حضرت مسیح موعودؑ کی ہتک تو نہیں ہوتی۔ کئی ہتک آمیز کلمات انھوں نے دوران گفتگو میں استعمال کئے چنانچہ ایک دفعہ کہدیا کہ مرزا صاحب سے تو ڈھبوں کو زیادہ مکالمہ ہوا ہے۔ اصل میں منشی عبدالحق صاحب منکرین سے بہت بیزار ہو گئے تھے اور انھوں نے بیعت کا مصمم ارادہ کر لیا تھا اور ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں عید کے دن اعلان کر دونگا۔ ہم عید والے دن انتظار کرتے رہے۔ آخر وہ ہمارے نماز پڑھ چکنے کے بعد آئے مینے پوچھا کہ ہم نے آپکا بڑا انتظار کیا۔ آپ آئے کیوں نہ۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے مرہم عیسیٰ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبان نے آنے نہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بہت منت وسماجت کی کہ آپ ابھی اعلان نہ کریں۔ کم از کم فیصلہ مباحثہ کا انتظار کریں۔ اگر آپ نے ابھی اعلان کر دیا تو ہماری بڑی بےعزتی ہوگی اور بڑا زور دیا کہ عید کی نماز آپ پڑھائیں۔ چنانچہ میں نماز پڑھا کر آیا ہوں۔ اب مینے تا فیصلہ ارادہ بیعت کا ملتوی کر دیا ہے۔ یہ واقعی میری اخلاقی کمزوری ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ یہی بات اور دوستوں سے بھی کہی۔ کہ ایمان کے معاملہ میں تاخیر اچھی نہیں ہوتی۔ جب آپ پر حق منکشف ہو گیا ہے تو پھر اخلاقی کمزوری نہیں دکھانی چاہیئے اور مرہم عیسیٰ اور ڈاکٹر صاحب نے جو تمہیں نماز میں آگے کر دیا یہ ایک خوشامد ہے۔ وہ تو تمہیں روکنے کے لئے اور اپنی مطلب براری کے لئے اگر کہو تو شملہ کا تمہیں خلیفہ بھی بنا دیں بلکہ کچھ ماہانہ تنخواہ بھی دیدیں۔ مگر ایمان کے معاملہ میں کسی کے رُعب میں نہیں آنا چاہیئے غرض اوّل تو انھوں نے اللہ اور رسول کے حکم کے بجا لانے میں توقف کیا کہ جو نیک تحریک انسان کے دل میں پیدا ہو اُسپر جلدی عمل کر لینا چاہیئے۔ اور ادھر منکرین نے خوشامد شروع کر دی اور سمجھانے لگے:-

چنانچہ مولوی محمد علی صاحب اپنے خط مرقومہ ۲۰ اگست ۱۹۱۵ء میں لکھتے ہیں "مجھے عید سے ایک روز پہلے آپ کے متعلق کچھ علم دیا گیا جس میں یہ لکھا تھا کہ عید کے روز آپ کوئی فیصلہ کر دینگے × × × مگر یا ایک طرف وہ خیالات یا دوسری طرف یکایک ایسا تغیر۔ میری سمجھ سے باہر تھا اور اب بھی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے × × × مجھے اب تک یہ سمجھ نہیں آیا کہ آپ واقعی اب تمام کلمہ گو دوں کو کافر خیال کرتے ہیں × × ×" +

آخر بیچارہ عبدالحق (اللہ اس پر رحم کرے) انسان ہی تو تھا۔ منکرین کے حقیقہ میں آگیا اور بیعت سے بے نصیب رہ گیا +

غیراحمدیوں کیطرح منکرین کی ایک اور چال بھی ہے اور وہ انھوں نے اس مباحثہ میں بھی استعمال کی یعنے غیراحمدیوں کو اپنا ساتھی قرار دیتے تھے۔ انھیں خوش کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ہمارے خلاف اشتعال دیتے تھے۔ اس سے ان کا مقصد یہ بھی تھا کہ ثالث ہم سے اس خیال سے ناراض نہ ہوجائے کہ ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں اور فیصلہ ہمارے برخلاف دے۔ مگر آفرین ہے انکی ہمت مردانہ پر۔ انھوں نے اسباب کی کوئی پرواہ نہیں کی اور صاف کہدیا کہ میں فیصلہ جو حق ہوگا۔ پوری تحقیق کے بعد دونگا۔ مجھے اس سے غرض نہیں کہ فیصلہ زید کے خلاف پڑتا ہے یا بکر کے۔ اور مجھے ہر دو کی طرف سے کس قسم کا فتویٰ ملتا ہے۔ میں ثالث اسواسطے مقرر کیا گیا ہوں کہ مرزا صاحب کی کتابوں سے دکھاؤں کہ اُن کا دعویٰ کیا ہے اور بس۔ اس غرض کے لئے انھوں نے فریقین کو کہا کہ اپنے اپنے مفید مطلب حوالجات کی ایک مکمل فہرست دو اور کتابیں مہیا کرو۔ چنانچہ فہرستیں اور کتابیں دی گئیں۔ ان کو انھوں نے بخوبی بطور خود مطالعہ کیا۔ اس کے بعد انھوں نے فریقین یعنی مولوی عمرالدین صاحب اور منشی عبدالحق صاحب کو فیصلہ لکھانا شروع کیا۔ انکی غرض یہ تھی کہ ساتھ ساتھ حسب موقعہ فریقین سے سوال و جواب کرکے تشریح کرتا رہوں گا۔ اور نیز دونوں کے پاس فیصلہ کی نقل ہوجائے گی۔ اور دونوں پر میں دستخط دیدونگا۔ اثنائے تحریر فیصلہ میں فریقین کو پھر بحث کا پورا موقعہ دیا گیا۔ اسی لئے اس کے مکمل ہونے میں بھی بڑی دیر لگی۔ دورانِ فیصلہ میں جب کوئی بات منکرین کے خلاف پڑتی تو منشی عبدالحق صاحب بڑے ناراض ہوتے بلکہ ایک دفعہ بھاگ گئے کہ میں فیصلہ لکھتا ہی نہیں اور میں پیغام میں لکھ دیتا ہوں کہ وکیل صاحب میری بات نہیں سُنتے۔ وکیل صاحب نے جواب دیا کہ یہ تو غلط ہے اور جھوٹ ہے اور مولوی عمرالدین صاحب سے کہا کہ تم اپنے اخبار میں چھپوادو۔ کہ فریق مخالف فیصلہ لکھنے سے انکار کرتا ہے۔ خیر دوسرے دن منشی عبدالحق صاحب آگئے اور فیصلہ لکھنے پر رضامند ہوگئے۔ مگر پھر بھی مکمل نہ کیا اور دو نقلیں طیار نہ ہوسکیں۔ لہذا وکیل صاحب نے مکمل کرکے فیصلہ مولوی عمرالدین صاحب کے حوالے کردیا۔ فیصلہ ہونے پر منشی عبدالحق صاحب نے تسلیم کرلیا۔ کہ اگر فیصلہ یہی ہے تو پھر دوسرا حصہ (یعنے مسئلہ کفر) کا خود ہی فیصلہ ہوگیا۔ کیونکہ جب حضرت صاحب نبی ہیں تو پھر ان کا مُنکر لاریب کافر ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ

بعدازاں پھر غصہ اور رنج میں آکر اور عقل کو خیرباد کہہ کر اور نیز ایمان سے ہاتھ صاف کرکے یہ شتہر کرنا شروع کردیا کہ فیصلہ ہمارے حق میں ہے اور نیز پیغام صلح میں شائع کردیا۔ تاکہ کسی طرح ذلت کم ہو۔ یہ تو ناظرین کو پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ فیصلہ کس کے حق میں ہے۔ اور وہ اس امر واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ وہ فیصلہ ہمارے حوالے کیا گیا۔ اور ہم ہی خدا کے فضل سے اُسے چھپوا رہے ہیں۔ مگر تاہم یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ منکرین کس عقل کے مالک ہیں اور انھیں نہایت موٹی اور سیدھی بات بھی سمجھ نہیں آتی۔ اس کا ذکر کیا گیا چنانچہ منشی عبدالحق صاحب ایک رقعہ مولوی عمرالدین صاحب کو لکھتے ہیں اور اس میں تحریر کرتے ہیں:۔

"آپ کو معلوم ہوگا کہ ہمارا اختلاف مسئلہ کفر و اسلام پر تھا اور میں نے یہ بھی کہا تھا کہ کفر کا مسئلہ حل ہونے پر نبوت کا حل خود بخود ہی ہو جائے گا +

"وکیل صاحب نے جتنا فیصلہ کیا ہے۔ مذکورہ بالا مفہوم کو مدنظر رکھ کر میں علی الاعلان کہتا ہوں کہ وہ فیصلہ سراسر میرے حق میں ہے +"

اس کا صحیح مفہوم جو ان کے دماغ میں ہے وہ تو انہی کو معلوم ہے کیونکہ یہ لوگ کہا کچھ کرتے ہیں اور مطلب اس کا کچھ اور ذہن میں رکھا کرتے ہیں۔ مگر یہ سیدھی بات ہے اور اس سے کوئی سلیم العقل انسان انکار نہیں کرسکتا کہ اگر حضرت صاحب اس بات سے نبی کہلا سکتے ہیں کہ ان کا منکر کافر ہو تو اس کے برخلاف اس میں شک نہیں کہ اگر وہ نبی ہیں تو ان کا منکر ضرور کافر ہے۔ اب جب ثالث نے فیصلہ کردیا ہے کہ حضرت صاحب نبی ہیں۔ زمرۂ انبیا میں داخل ہیں اور بوجہ نبی ہونے کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فضیلت رکھتے ہیں تو پھر اس سے انکار کس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ان کے منکر کافر ہیں۔ بہرحال جب منشی عبدالحق صاحب نے جگہ جگہ یہ کہنا شروع کیا کہ فیصلہ انکے حق میں ہے اور کئی جگہ خدا کی قسم کھا کھا کر کہا کہ فیصلہ انکے حق میں ہے تو بعض غیر احمدی دوستوں کو خیال ہوا کہ ثالث صاحب سے پوچھیں کہ انھوں نے فیصلہ کس کے حق میں دیا ہے۔ چنانچہ خواجہ ابوالحسن صاحب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ بابو غلام قادر صاحب دفتر اگزامینر ملٹری ورکس۔ بابو لائق علی صاحب فورن ڈیپارٹمنٹ وغیرہ نے جاکر زبانی دریافت کیا تو ثالث صاحب نے جواب دیا کہ میرا فیصلہ مولوی عمرالدین کے حق میں ہے +

دوران فیصلہ میں منکرین نے پرائیویٹ خطوط سے بھی وکیل صاحب پر اثر ڈالنا چاہا۔ اور بالآخر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ایک رجسٹرڈ رقعہ بھیجا کہ برائے مہربانی مولوی محمد علی صاحب کی کتاب النبوۃ

فی الاسلام کے شائع ہونے تک فیصلہ کو ملتوی کیا جائے۔ مگر اوّل تو وکیل صاحب کسی دوسرے کی رائے کے تابع نہیں ہونا چاہتے تھے۔ دوئم انھوں نے حضرت صاحب کی کتابیں خود مطالعہ کرلی تھیں اور مسئلہ زیر بحث کے متعلق خوب چھان بین کرلی تھی۔ اور سوئم وقت بہت گذر گیا تھا اور بڑے دنوں کی تعطیلات میں وہ نیچے جانا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے فیصلہ مکمل کرکے دے دیا۔ اور کتاب مذکور کے چھپنے کا انتظار نہ کیا۔ گر شاید کسی کو یہ وہم گزرے کہ شاید اس کو پڑھنے سے انکی رائے بدل جاتی۔ اسلئے یہ ذکر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چھپنے کے بعد یہ کتاب انکو بھیجی گئی اور درخواست کی گئی کہ اپنے فیصلہ کو نظر ثانی کریں۔ ساتھ ہی یہ عرض کی کہ کتاب مذکور پر ریویو کریں لیکن اگر وہ ریویو ایسا ہو کہ کتاب کو ہی بے وقعت کردے۔ تو ایسا ریویو نہ کیا جائے۔ چنانچہ وکیل صاحب کی اس کتاب کے متعلق یہ رائے ہے کہ **مولوی محمد علی صاحب نے بہت توڑ مروڑ سے کام لیا ہے اور میں اس سے اپنے فیصلہ کو نہیں بدل سکتا** +

یہ مباحثہ خدا کے فضل سے ہمارے لئے بڑا بابرکت ثابت ہوا۔ کیونکہ اوّل تو اس کے بعد دو غیر احمدی دوست یعنے بابو فضل محمد خان اور بابو عبدالواحد صاحبان سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ دوئم بعض مبائعین جو متردد تھے اپنے ایمان میں پختہ ہوگئے۔ سوئم احمدیوں اور غیر احمدیوں کو معلوم ہوگیا۔ آپس کے اختلاف عقائد میں حق ہمارے ساتھ ہے۔ اور چہارم غیر مبائعین کے لئے ہمیشہ کے واسطے حجت ملزمہ قائم ہوگئی +

اس مباحثہ کے متعلق یہ لوکل حالات ہیں جو بیان ہوئے۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ابتداءً یہ مباحثہ صرف مولوی عمرالدین صاحب اور منشی عبدالحق صاحب کے درمیان قرار پایا تھا۔ اور اگر یہیں تک محدود رہتا تو کچھ بڑی بات نہیں تھی اور اس سے کسی دوسرے پر اثر نہیں پڑ سکتا تھا۔ مگر بعد میں اسکی حیثیت بہت بڑھ گئی۔ اور اس نے ایک عظیم الشان شکل اختیار کرلی۔ اور بجائے ایک لوکل مباحثہ کے مبائعین اور غیر مبائعین کا مباحثہ ہوگیا۔ اگرچہ ہماری طرف سے صرف ہمارا لوکل آنریری واعظ تھا مگر غیر مبائعین منکرین خلافت کیطرف سے جن لوگوں نے حصہ لیا وہ پیشوا سمجھے جاتے ہیں۔ مرزا عبرعلی (؟) صاحب اوّل درجے کے مباحث تصور کئے جاتے ہیں اور ہر معرکے کی جگہ وہی بھیجے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی اپنے آپ کو کسی سے کم نہیں سمجھتے۔ علاوہ ازیں امیر منکرین مولوی محمد علی صاحب کا

حصہ لینا۔ کیونکہ انکی کتابیں اور رسالے اور خط ثالث صاحب کو پڑھنے کے لئے دیئے گئے۔ پھر اخبار پیغام صلح میں مضامین دیئے گئے جس سے عام طور پر مشہور ہوگیا منکرین خلافت کا مبائعین سے مباحثہ ہے یہ مباحثہ شملہ کا مباحثہ محض اس لحاظ سے ہے کہ شملہ میں واقع ہوا۔ ورنہ چونکہ منکرین کیطرف سے حصہ لینے والے انکے پیشوا ہیں۔ اس لئے یہ مباحثہ گویا ایک گروہ کا دوسرے گروہ کے درمیان ہے۔ اور جو فیصلہ ہوا وہ تمام منکرین نبوت مسیح موعود پر ایک زبردست حجت ہے +

یہ مباحثہ اس لحاظ سے بھی بڑا عظیم الشان ہے کہ منکرین نے تقریر تحریر سے دوران بحث میں اور علیحدہ طور پر جہاں تک ممکن تھا۔ کھولکر اپنے دلائل بیان کردیئے اور کوئی ممکن پہلو ایسا نہیں رہا جو رہ گیا ہو۔ اور نیز لکچروں رسالوں اور پرائیویٹ خطوط کے ذریعہ ثالث صاحب پر اثر ڈالنا چاہا کہ کسی طرح فیصلہ انکے حق میں ہو۔ مگر پھر بھی ان کے خلاف ہوا +

اصل میں دینی معاملات میں ایسے مباحثات جن میں مقررہ وقت میں تقریریں اور تحریریں کی جائیں اور نیز جن میں مساوات نہ ہو۔ شائد ان میں ثالث کا فیصلہ چنداں باوقعت نہو۔ کیونکہ سامعین کی طرح وہ بھی انسان ہے اور خواہ وہ کتنا ہی فہیم اور لائق فائق ہو۔ مگر تاہم اس میں اس کمزوری کا اندیشہ ہے کہ بہرحال وہ بھی سامعین میں سے ایک سامع ہے اور جس طرح دوسرے لوگ فہم اور ادراک میں اختلاف رکھنے کے باعث مختلف نتیجہ نکالتے ہیں اسی طرح وہ بھی اپنی سمجھ کے مطابق ایک خاص نتیجہ پر پہنچتا ہے جو ممکن ہے غلط ہو۔ اور نیز چونکہ لوگ عموماً متعصب ہوتے ہیں۔ اس لئے شائد وہ بھی محض تعصب کے باعث ایک غلط فیصلہ دیدے۔ مگر یہاں یہ حال نہیں ثالث صاحب غیر احمدی ہیں اور انھیں فریقین میں سے کسی کے ساتھ کوئی خاص تعلق نہیں۔ خود وکیل ہیں۔ دنیاوی حیثیت کے لحاظ سے کسی کے رعب میں آنے کی ضرورت نہیں رکھتے۔ نہ ہی متعصب ہیں۔ اگر متعصب ہوتے تو یقیناً فیصلہ ہمارے برخلاف دیتے کیونکہ انھیں معلوم ہوچکا تھا کہ ہم منکرین مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور منکرین خلافت غیر احمدیوں کو مسلمان جانتے ہیں اور اپنے عقائد میں بھی زیادہ انہی سے ملتے ہیں۔ اور اگر ان میں اخلاقی جرأت نہ ہوتی تو ضرور پیشوایان منکرین کے رعب میں آجاتے۔ غرض جو فیصلہ انھوں نے دیا ہے۔ پوری تحقیق کے بعد دیا ہے اور وہ اس کے متعلق ہر قسم کی نکتہ چینی کا جواب دینے

کے لئے طیار ہیں بلکہ ایک دو منکرین نے ایسے سوال ان سے کئے بھی۔ جن کا کافی جواب سُنکر خاموش رہ گئے +

الغرض اس میں شک نہیں کہ یہ ایک عظیم الشّان مباحثہ ہے جو ساری جماعت کے لئے حجّت ہے۔ اس میں ثالث صاحب نے نہایت احسن طریق سے طرفین کے معتقدات اور دلائل بیان کرکے اپنا فیصلہ دیا ہے۔ اور اس کی تائید میں علاوہ دلائل عقلی کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تصانیف سے اقتباس دیئے ہیں۔ ہر شق کو تشریح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آئندہ جو مباحثات مبائعین کو منکرین خلافت سے پیش آئینگے۔ ان میں امید ہے بڑا کارآمد ثابت ہوگا۔ اور نیز امید ہے اس سے بہتوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اور بہت سی سعید روحیں اس کے ذریعہ رَہِ راست پر آئینگی۔ آمین +

برکت علی سکرٹری
انجمن احمدیہ شملہ

۱۴- مارچ ۱۹۱۶ء

گذارشِ منیجر

بنظر افادۂ احباب کرام یہ فیصلہ مباحثہ چھاپا جاتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سعید الفطرت جو دلی تڑپ کے ساتھ حق پانے کے خواستگار ہیں اس سے فائدہ اُٹھائینگے۔ پس فیصلہ کے الفاظ اس کے دلائل ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ فیصلہ لکھنے والا ایک خاص دل و دماغ کا انسان ہے اور اُس نے محض للہ اِس قدر محنت برداشت کی ہے کیونکہ فقرہ فقرہ اس پر شاہد ہے کہ صاحب موصوف نے جو کچھ لکھا ہے۔ اندھا دھند نہیں لکھا ہے بلکہ بڑے مطالعہ کے بعد طرفین کے دلائل پر بڑی غور و فکر کرنے کے بعد لکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض دلائل اور وجوہ ترجیح انھیں ایسے سوجھے ہیں جو خود ہم کو بھی (یا کم از کم مجھے) نہیں سوجھے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس فیصلہ کے ساتھ دو ضمیمے بھی ہیں۔ ایک بابو عبدالحق صاحب کا بیان اور مولوی عمرالدین صاحب کا۔ مکرّم معظم مسٹر محمد عمر صاحب کا ارشاد تھا کہ یہ بھی ساتھ چھپیں تاکہ فریقین کو کوئی شکایت نہ رہے۔ مگر فیصلہ کے چھاپنے میں بوجوہات پہلے بھی بہت دیر ہو چکی ہے۔ اب ان کی کتابت اور طبع میں اور دیر ہو جائیگی اس لئے سردست فیصلہ ہی شائع کرتا ہوں۔ جو اپنی شان میں مکمل ہے اور اس میں کوئی ایسا مجمل فقرہ نہیں جس کے لئے ضمیموں کے دیکھنے کی ضرورت پڑے۔ بلکہ بابو عبدالحق صاحب کے بیان کا بہت سا حصہ تو اس میں آ ہی گیا ہے شکایت اگر ہو سکتی ہے تو مولوی عمرالدین صاحب کو۔ مگر مجھے امید ہے کہ وہ مجھے معذور سمجھیں گے اور اگر ایسی ہی ضرورت ہے تو دونوں فریق اپنے اپنے خرچ

پر اپنے اپنے بیانات چھپوا کر اس کے ساتھ لگوا دیں۔ پیغام والے تو اپنا بیان بہت سے اضافہ کے ساتھ اپنی مجموعی قوت سے پورا زور لگا کر پیغام کے ساتھ بطور ضمیمہ شائع بھی کر چکے ہیں وہ سب وکیل صاحب مکرم نے مدنظر رکھا ہے +

میں چاہتا ہوں کہ یہ فیصلہ ہر احمدی کے پاس ہو اور مبائعین کا فرض ہے کہ اسے ہر غیر مبائع تک پہنچائیں۔ اس فیصلہ کی وقعت صرف اس وجہ سے نہیں کہ ایک ایسے صاحب نے لکھا ہے جو فریقین سے کوئی خاص تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس لئے کہ جو کچھ لکھا ہے مدلّل ہے واضح ہے اور انصاف و عدل کے ساتھ +

غیر مبائعین بھی ٹھنڈے دل سے اس کا مطالعہ کریں۔ اور سوچیں کہ ایک انصاف پسند جب حضرت اقدس کی کتب اور تحریرات کو پڑھتا ہے۔ تو اس نتیجہ تک پہنچتا ہے۔ جس پر ہم قائم ہیں تو کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اپنے ہو کر بیگانوں کی روش اختیار کریں۔ دوست کہلا کر دشمن بنیں۔ آؤ۔ اپنے گھر کو آؤ۔ کیونکہ غیروں کے دروازوں پر ٹھوکریں کھاتے ہو۔ اور اپنا وقر گنواتے ہیں۔ یہ راہ جو تم نے اختیار کی ہے وہ نہیں جس پر خدا کے مسیح نے چلایا۔ ؎

ترسم کہ بکعبہ نرسی اے اعرابی
کایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اخیر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے اور سعید روحیں مرکز احمدیت پر فدا ہونے کے لئے بڑھیں۔ اور خود اس فیصلہ کے لکھنے والے کو بھی قبولِ حق کی توفیق ہو کہ اس محنت کا اجر اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے جو احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں آجائے +

خاکسار مہتمم الفضل قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مباحثۂ شملہ
کا
فیصلہ

تمہید جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو مرزا محمود احمد صاحب کے ہمخیال اور پیرو ہیں اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی ہیں۔ اور ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ دوسرا فریق مولوی محمد علی صاحب کا ہمخیال ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا صاحب حقیقی نبی نہیں۔ محدث اور غیر نبی ہیں۔ اور ان کا منکر دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا شملہ کی جماعت احمدیہ نے ایک جلسہ مباحثہ تجویز کیا کہ مجھے مرزا صاحب کی تحریروں اور تقریروں کی بنا پر امور متنازعہ کا فیصلہ کرنے کے لئے صدر مقرر کیا۔ فریق اول کیطرف سے مولوی عمر الدین اور فریق ثانی کیطرف سے مولوی عبد الحق اور حکیم مرہم عیسٰی مناظر تھے یہ مباحثہ ایک عرصہ دراز تک جلسہ عام میں ہوتا رہا۔ دوران بحث اور دوران فیصلہ میں فریقین کو موقعہ دیا گیا کہ وہ مسائل متنازعہ کی تائید یا تردید میں جو کچھ کہنا چاہیں آزادی کے ساتھ بیان کریں۔ چنانچہ فریقین نے پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور جملہ مسائل متعلقہ پر میرے روبرو ہر ایک پہلو سے بحث کی گئی۔ چونکہ اس بحث کا مدعا یہ نہیں تھا کہ قائم مقامان فریقین کی قابلیت یا وسعت معلومات کا اندازہ کیا

جاوے بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ ایک شخص غیر جانب دار کی وساطت سے مسئلہ نبوت مرزا صاحب اور کفر اسلام کی حقیقت جیساکہ انکی کتابوں سے ظاہر ہوتی ہے معلوم کی جاوے۔ اس لئے مینے ہر ایک موقع پر جب کوئی شک یا شبہ کسی مسئلہ کے متعلق پیدا ہؤا تو اس کے متعلق فریقین کے ساتھ تبادلۂ خیالات کیا +

فیصلہ ہذا دو حصّوں میں صادر کیا جاتا ہے۔ حصہ اول دعویٰ نبوت مرزا صاحب۔ حصہ دویم مسئلہ کفر و اسلام۔ مسئلہ نبوت مرزا صاحب کے متعلق جو حوالہ جات فریقین نے پیش کئے ہیں ان کو حصہ اوّل کے ساتھ بطور ضمیمہ الف و ب شامل کیا جاتا ہے۔ حکیم مرہم عیسیٰ نے ایک طویل بحث چھپوا کر اور مولوی عمر الدین نے قلمی بمعہ انڈیکس پیش کیں۔ جن کو مینے بغور پڑھ لیا تھا لیکن بخوف طوالت مضمون فیصلہ کے ساتھ شامل کرنا ضروری نہیں سمجھتا +

اس فیصلہ میں بعض جگہ امتیاز کے طور پر فریقین کو قادیانی اور لاہوری جماعت کے نام سے پکارا گیا ہے اور ممکن ہے کہ بعض اصحاب کو یہ ناگوار خاطر ہو لیکن اسکی وجہ یہ ہے کہ گو مولوی عمر الدین کی تجویز یہ تھی کہ ان کے فریق کو مبائعین اور فریق ثانی کو غیر مبائعین کے نام سے نامزد کیا جاوے لیکن مولوی عبد الحق غیر مبائعین کہلانا پسند نہیں کرتے اور یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ انکی جماعت کو لاہوری پارٹی اور فریق مخالف کو قادیانی پارٹی کے نام سے موسوم کیا جاوے پس اس ایجاد اور اختراع کا میں ذمہ وار نہیں ہوں +

امور مسلّمہ و امور متنازعہ

یہ امر مسلّمہ فریقین ہے کہ مرزا صاحب ابتدا سے ہی اپنی شان میں نبی کا لفظ استعمال کرتے آئے ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں جو انکی سب سے پہلی تحریر ہے یہ الہامات درج ہیں:۔

(ا) ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ +

(ب) جری اللہ فی حلل الانبیاء +

(ج) محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم +

(د) دنیا میں ایک نبی آیا +

فریقین یہ بھی مانتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنی نبوت کو محدثیت قرار دیتے اور اپنے آپ کو

غیر نبی سمجھتے رہے ہیں۔ قادیانی جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد جس نبوت کو مرزا صاحب پہلے محدثیت بمعنے غیر نبوت سمجھا کرتے تھے اس کو صریح معنوں میں نبوت قرار دیا۔ اپنے آپ کو اسرائیلی نبیوں کیطرح زمرۂ انبیاء میں داخل سمجھنے لگے۔ اور اپنی نسبت محدث کے لفظ کا استعمال بالکل ترک کر دیا۔ لاہوری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوٰی محدثیت کے مفہوم میں کوئی تبدیلی نہیں کی جس طرح ان کا پہلے عقیدہ تھا کہ وہ نبی نہیں محدث ہیں آخری دم تک وہی عقیدہ رہا ۔ قادیانی پارٹی کا یہ عقیدہ ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب حضرت عیسیٰ پر اپنی فضیلت ظاہر کرتے ہوئے اسکو جزوی فضیلت کہا کرتے تھے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ بعد اپنی فضیلت تمام شان میں بحیثیت نبی کے حضرت عیسیٰ پر قرار دینے لگے ۔

امور تنقیح طلب یہ ہیں :-

امور تنقیح طلب

اوّل ۔ کیا مرزا صاحب حقیقی نبی ہیں۔ اگر ہیں تو کن معنوں میں ۔

دوئم ۔ کیا مرزا صاحب کا منصب نبوت محدثیت سے بالاتر ہے ۔

سوم ۔ کیا مرزا صاحب بلحاظ نفس نبوت زمرۂ انبیاء میں داخل ہیں ۔

چہارم ۔ کیا مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ پر بوجہ نبی ہونے کے فضیلت ہے ۔

پنجم ۔ کیا مرزا صاحب کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے دعوے نبوت

سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب نے جس جگہ اپنی نسبت نبی کا لفظ استعمال کیا ہے اس کو آپ محدثیت بمعنے غیر نبوت لیا کرتے تھے اور اپنے آپ کو جزوی ناقص مجازی ظلی بروزی نبی کہا کرتے تھے۔ محدثیت کو ایک شعبہ قویہ نبوت۔ اور محدث کو لغوی معنوں میں نبی سمجھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

(۱) "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کیگئی ہے جسکے لئے صحیح بخاری میں حدیث بھی موجود ہے۔ اس کو اگر ایک مجازی نبوۃ

قرار دیا جاوے۔ یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جاوئے۔ تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۴)

(ب) "محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ اُمتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی بھی۔ اُمتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ ...... ہوتا ہے۔ اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالےٰ نبیوں والا معاملہ اس سے کرتا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۲۳۶)

(ج) (۱) "اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے امور غیبیہ اسپر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اسکی وحی کو بھی دخلِ شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغزِ شریعت اسپر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیا کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیا پر نازل ہوتی ہے اسپر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مُہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کُھلا ہے۔" (توضیح مرام صفحہ ۱۸)

(ج) (۲) "وہ صرف ایک جزوی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت ہے" (توضیح مرام صفحہ ۱۹)

(د) "اللہ تعالےٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے ہیں مجموعی طور پر وہ ہادیٔ کامل پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب ظلّی طور پر ہمیشہ کے لئے مجددین کے ذریعہ سے دنیا پر اپنا پرتو ڈالتے رہینگے"۔ (دین الحق صفحہ ۴۲)

نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پُرانا۔ قرآن ایسے معنوں کے ظہور سے مانع ہے۔ مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے ...... میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے

بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں" (سراج منیر صفحہ ۳)

(۲) اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اسکو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں...... الہامات میں جو لفظ مرسل یا نبی یا رسول کا میری نسبت آیا ہے وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے... جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیض سے اپنے تئیں الگ کرکے اور اس پاک سرچشمہ سے جُدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہے تو وہ ملحد بے دین ہے... بعض اوقات خدا تعالیٰ کے کلام الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیا کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے...... مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کے رو سے ہے"

(انجام آتھم صفحہ ۲۶-۲۷)

(۳) "وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسقدر مُراد ہے کہ خدا کیطرف سے بھیجا گیا۔ اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مُراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشگوئی کرنیوالا... مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداوند تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنے نہ سمجھ لیں"

(مکتوب ۱۷۔ اگست ۱۸۹۹ء)

(۴) یہ الفاظ بطور استعارہ کے ہیں جیسے کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جسکو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پاکر دیوے۔ اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنے الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنے مُراد ہیں"۔ (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۱۸)

حوالہ جات مندرجہ بالا سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میرزا صاحب کو ایک قسم کی نبوت سے انکار تھا جس سے مُراد یہ ہے :-

(ا) کامل شریعت کا لانا۔ یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرنا ÷

(ب) نبی سابق کی اُمت نہ ہو کر براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنا

اور ایک قسم کی نبوت کا اقرار تھا جس سے مُراد یہ ہے :-

(ا) خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونا۔ (ب) امور غیبیہ پر اظہار۔ (ج) وحی کا انبیاء کی طرح نازل ہونا۔ (د) انبیا کی طرح ماموریت اور اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرنا ÷

اس قسم کی نبوت کو میرزا صاحب محدثیت کے اسم سے موسوم کرتے تھے اور ان کا عقیدہ یہ تھا کہ ایسی نبوت انسان کامل کی اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے اس نبوت کا نام میرزا صاحب نے **نبوت جزویہ ناقصہ و نبوت ظلی بروزی مجازی** رکھا تھا اور مفہوم یہ لیتے تھے کہ یہ نبوت حقیقی نہیں۔ غیر نبوت ہے ÷

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد دعوےٰ نبوّت

میرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کے متعلق سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کے ضروری حوالہ جات حسب ذیل ہیں :-

(ا) "یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کیطرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا ۔۔۔ اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفےٰ کی خبر اس کو مل نہیں سکتی" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ب) "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دو بعث مقدر تھے (۱) ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے (۲) ایک بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۲)

"کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم سے ظلی طور پر ہمکو عطا کئے گئے ..... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں"۔ (الحکم ۲۸ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

"میں اُسکا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ کیونکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بنکر آیا ہوں"۔ (نزول المسیح صفحہ ۳)

(ج) "میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں...... اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

(د) "ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ہ) "نبوت گو بغیر شریعت ہو اس طرح پر تو منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام نبوت حاصل کر سکے لیکن اس طرح پر ممتنع نہیں کہ وہ نبوت چراغ نبوت محمدیہ سے مکتسب اور مستفاض ہو یعنی ایسا صاحب کمال ایک جہت سے تو اُمتی ہو اور دوسری جہت سے بوجہ اکتساب انوار محمدیہ نبوت کے کمالات بھی اپنے اندر رکھتا ہو" (ریویو بر مباحثہ چکڑالوی ص۶)

(و) "میں ویسا نبی نہیں ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام براہ راست خدا کے نبی تھے اور میری نبوت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ اور فیوض سے ہے"

(البلاغ المبین ص۲۱ اور بدر ۲۵-جون ۱۹۰۸ء)

(ز) "بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سُنکر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا مینے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالےٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص۱۵)

(ح) (۱) "ظلی نبوت جسکے معنے ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہیگی +

(۲) اس امت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمتی بھی ہے اور نبی بھی -" (حقیقۃ الوحی ص۲۸)

(ط) "یہ الزام کہ میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور مجھے فکر پڑی ہوئی ہے کہ میں الگ قبلہ بنالوں اور نئی شریعت ایجاد کروں۔ ان تہمتوں کا جواب بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا دوں۔ میرا دعویٰ تو صرف یہ ہے کہ...... جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو اور اپنی

غیب کی باتیں کثرت سے اسپر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے مگر یہ حقیقی نبوت نہیں ..... میرا ہرگز یہ دعوےٰ نہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر میں نبی ہوں۔ البلاغ المبین ص۳

(ی) یہ الزام جو مجھ پر لگایا جاتا ہے کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور جس کے یہ معنے ہیں کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا۔ اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کیطرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلعم کے اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے...... جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اسقدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں"۔ (مکتوب آخری مندرجہ اخبار عام)

(ک) "جس جس جگہ یعنے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں ... مگر ان معنوں سے کہ یعنے اپنے رسول و مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اسکے واسطہ خدا کیطرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ل) "ایمان می آریم کہ او خاتم الانبیاء است و بعد او ہیچ پیغمبرے نیست مگر آنکہ از فیض او پرورش یافتہ و موافق وعدہ او ظاہر شد"۔ (مواہب الرحمن ص ۶۶)

(م) "تب خدا آسمان سے اپنی قرنا میں آواز پھونک دے گا یعنی مسیح موعود کے ذریعہ سے جو اسکی قرنا ہے ...... اس جگہ صور کے لفظ سے مراد مسیح موعود ہے کیونکہ خدا کے نبی اس کی صور ہوتے ہیں" (چشمہ معرفت ص ۷۶، ۷۷)

(ن) جب کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تھا اس لئے

اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا۔ کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں۔ اس لئے حکمت الٰہی نے تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو بہ رعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ ان کو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کے نام سے پکارا جاوے تا خلافت کے امر میں مشابہت ثابت ہو جاوے (تذکرۃ الشہادتین صہ ۴۳)

(س) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسےٰ اور ابن مریم کہلائے گا اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہونگے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا فلا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضےٰ من رسولٍ ...... غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۰-۳۹۱)

(ع) ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنھیں تم لوگ سچے مانتے ہو" (بدر ۹۔ اپریل ۱۹۰۸ء)

(ف) "ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالےٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں اس لئے ہم نبی ہیں" (بدر ۵۔ مارچ ۱۹۰۸ء)

(ص) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنیوالا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائیگا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا۔ یعنی اسکی طرف سے کوئی نیا دعوےٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے پر لیگا۔ اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا" (ضمیمہ نزول المسیح صہ ۳)

(ق) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کیطرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خلق کا وارث۔ اس کے علم کا وارث اس کی روحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اسکی تصویر دکھلائے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھلائے گا پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ر) بروزی تصویر پوری نہیں ہوسکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر رکھتی ہو پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ش) "چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت و آخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا اور مجازی طور پر اپنا نام احمد و محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جاوے کہ گویا اس کا ظہور بعینہ آنحضرت صلعم کا ظہور تھا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵)

(ت) "ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ اور اس پر نص قطعی آیت کریمہ و آخرین منھم لما یلحقوا بھم ہے۔۔۔۔ بروزی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۲)

۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالجات سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی ہونے سے انکار تھا۔ اور ایسی نبوت کا اقرار تھا جو کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ پر مشتمل ہو جس میں اظہار علی الغیب کثرت اور صفائی سے پایا جاوے اور جسمیں کوئی کمی اور کثافت باقی نہ ہو۔ اس نبوت کو بھی مرزا صاحب نے بدستور ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبوت کے نام سے موسوم کیا ہے۔ مگر اسکے متعلق الفاظ جزویہ ناقصہ اور محدثیت کا استعمال ترک کردیا۔ اور ظلیت۔ بروز اور مجاز کو اس طرح پر واضح کردیا:-

(ا) جملہ کمالات رسول کریم بوجہ نبوت محمدیہ (جسمیں کمالات متفرقہ انبیاء سابقہ شامل ہیں) حاصل کرکے تمام صفات میں نبی کریم کا ظل میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی

معہ نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ب) بلا شریعت جدید و دعویٰ جدید و اسم جدید خاتم الانبیاء کا مظہر "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا۔ اور کوئی اسم نہیں لائے گا۔ یعنی اسکی طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہوگا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پاچکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لے گا اور اپنی زندگی اسی کے نام پر ظاہر کرے گا۔ اور مرکر بھی اسی کی قبر میں جائے گا۔ تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ج) "صفات محمدیہ خلق علم روحانیت مع نام و لقب نبی پاکر اور فنافی الرسول ہوکر اس کا چہرہ دکھانے والا۔" آنحضرت صلعم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث ہوگا۔ اس کے خلق کا وارث۔ اس کے علم کا وارث۔ اسکی روحانیت کا وارث۔ اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اسکی تصویر دکھلائے گا۔ اور اس میں فنا ہوکر اس کے چہرے کو دکھلائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا۔ ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

(د) بروز خاتم الانبیاء یعنی کمالات نبوت خاتم الانبیاء اپنے اندر رکھنے والا۔ اور خاتم الانبیاء کی پوری تصویر اور وارث نبوت اور رسالت محمدیہ۔

"بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال نمودار ہو" (ایک غلطی کا ازالہ)

(ہ) بعینہٖ ظہور آنحضرت صلعم "چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسب آیت وَ اٰخرین منھم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروزی غیر ممکن ہے اس لئے آنحضرت صلعم کی روحانیت نے ایک ایسے شخص کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خو اور ہمت اور ہمدردی خلائق میں اس کے مشابہ تھا۔ اور مجازی طور پر اپنا نام احمد و محمد اس کو عطا کیا تا یہ سمجھا جائے کہ گویا اس کا ظہور بعینہٖ آنحضرت صلعم کا ظہور تھا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵ طبع دوم)

(و) مظہر بعثت ثانیہ آنحضرت صلعم "ہر ایک نبی کا ایک بعث ہے مگر ہمارے نبیؐ کے دو بعث ہیں ..... بروزی رنگ میں آنحضرتؐ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوا۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۵۲)

تفہیم دعویٰ نبوت قبل از سنہ ۱۹۰۱ء

اس میں کلام نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنی نبوت کا مفہوم غیر نبوت لیا کرتے تھے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے اس کی پوری تائید ہوتی ہے۔

(ا) تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر اپنی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے مرزا صاحب جنکا دعویٰ مسلّمہ طور پر اُس وقت محدثیت کا تھا یہ تحریر فرماتے ہیں :-

کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں نے اپنے نفس کو حضرت عیسےٰ پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے"۔

اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپکو محدث یعنے غیر نبی سمجھتے تھے۔

(ب) ازالہ اوہام صفحہ ۲۶۴ پر مرزا صاحب جن کا دعویٰ مثیل مسیح ہونے کا ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہ مثیل موسیٰؑ یعنی آنحضرتؐ تو موسیٰؑ سے افضل ہے۔ مثیل مسیح کیوں ایک امتی آیا یہ جواب دیتے ہیں :-

"مثیل موسیٰ کی شان نبوت ثابت کرنے کے لئے اور خاتم الانبیاء کی عظمت دکھلانے کے لئے اگر کوئی نبی آتا۔ تو پھر خاتم الانبیاء کی شان عظیم میں رخنہ پڑتا۔ اور یہ تو ثابت ہے کہ اس مسیح کو اسرائیلی مسیح پر ایک جزوی فضیلت ہے"۔

(ج) ایام الصلح میں صفحہ ۱۶۳ پر اپنے دعوے کے متعلق بحث کرتے ہوئے مرزا صاحب یہ تحریر فرماتے ہیں کہ "تمام اُمت کا اتفاق ہے کہ غیر نبی بروز کے طور پر قائم مقام نبی ہوتا ہے۔ یہی معنے اس حدیث کے ہیں "علماء اُمتی کانبیاء بنی اسرائیل"

(د) شہادت القرآن صفحہ ۲۶ پر مسئلہ مماثلت پر اس طرح بحث کی گئی ہے کہ جیسے حضرت موسےٰ کو چودہ سو برس تک ایسے خدام شریعت عطا کئے گئے کہ وہ رسول اور ملہم من اللہ تھے ××× اسی طرح ہمارے نبی کو بھی وہ خدام شریعت عطا کئے گئے جو بر طبق حدیث علماء امتی کانبیاء

بنی اسرائیل ملہم اور محدث تھے" اس اعتراض پر کہ موسوی سلسلہ میں تو حمایت دین
کے لئے نبی آتے رہے اور حضرت مسیح بھی نبی تھے۔ تو اس سلسلہ میں نبی کیوں نہ آیا۔ مرزا صاحب
یہ جواب دیتے ہیں کہ " مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں ۔۔۔ قرآن
شریف میں وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ آیا ہے اور یہ نہیں آیا۔ کہ وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِہٖ بِالْاَنْبِیَاءِ
پس یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رسل سے مراد مرسل ہیں خواہ وہ رسول ہوں یا نبی ہوں یا محدث ××
اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے"

اس تحریر سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گو بحیثیت مرسل ہونے کے نبی اور محدث ایک منصب رکھتے ہیں لیکن محدث نبی نہیں ہوتا۔ بلکہ قائم مقام نبی ہوتا ہے (ایام الصلح میں مرزا صاحب غیر نبی کو بروز کے طور پر قائم مقام نبی بیان کر چکے ہیں) +

(۸) اشتہار مورخہ ۳ فروری ۱۸۹۲ء اپنے دعوے کی توضیح کرتے ہوئے باعلان کرتے ہیں کہ لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ محدثیت مراد ہے جس کے معنے آنحضرت نے ملہم قرار دیئے ہیں یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے کہ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء +

اس میں شک نہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب نے محدث کو بھی نبی لکھا ہے لیکن انکی تحریرات بغور پڑھنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاں کہیں مرزا صاحب نے محدث کو نبی کہا ہے۔ وہ لغوی معنوں میں لیا ہے چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :-

(ا) فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ ہیں کہ محدث ایک معنوں میں نبی ہوتا ہے۔ یا محدثیت جزوی نبوت ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ اشتہار ۳ فروری ۱۸۹۲ء +

(ب) نبی کے لفظ سے صرف اسقدر مراد ہے کہ خدا تعالٰے سے علم پا کر پیشگوئی کرنیوالا۔ یا معارف پوشیدہ بتانے والا ہے۔ ××× رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ کہ خدا تعالٰے سے علم پا کر پوشیدہ حقایق و معارف کو بیان کرنا۔ سو

اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے"۔

(مکتوب ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

تفہیم نبوت بعد از ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد مرزا صاحب نے لغوی معنوں میں نبی ہونے سے انکار نہیں کیا۔ لیکن جیسے یہ کہا کہ میں لغوی معنوں کی رو سے نبی ہوں۔ ویسے ہی کئی موقعوں پر بڑے زور سے یہ دعوے کیا ہے کہ میں خدا کے حکم سے اسلامی اصطلاح یعنی نبیوں کی اصطلاح کی رو سے حقیقی معنوں میں نبی ہوں۔ اس نبوت میں مرزا صاحب محدثین کو شریک نہیں کرتے بلکہ صاف کہتے ہیں کہ تیرہ۱۳ سو سال میں بجز میرے کوئی شخص نبی کا نام پانے کا مستحق نہیں ہؤا۔ اور صرف میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں جس کو نبی کا خطاب دیا گیا۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گذر چکے ہیں انکو یہ حصہ اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط انمیں پائی نہیں جاتی۔۔۔۔ خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱)

فریقین تسلیم کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ۱۳ سو سال کے عرصہ میں کئی محدثین گذر چکے ہیں۔ گو مرزا صاحب لغوی معنوں میں محدث کو بھی نبی قرار دے چکے ہیں لیکن مندرجہ بالا تحریروں میں اس حلقہ سے جس کا ان کو خود دعوے ہے۔ محدثین کو خارج کر دیا ہے۔ جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعوے لغوی نبوت سے بالاتر ہے۔ اور جو مفہوم اپنے دعویٰ نبوت کا مرزا صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے لیا کرتے تھے۔ اس میں ضرور تبدیلی واقعہ ہوئی اسکی تائید مرزا صاحب کی ایک اور زبردست تحریر سے ہوتی ہے +

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ پر مرزا صاحب اپنے ایک عقیدہ میں تبدیلی واقعہ ہونا بیان کرتے ہیں مولوی عمر الدین کہتے ہیں کہ یہ تبدیلی تفہیم نبوت اور فضیلت کے متعلق ہے اور مولوی عبدالحق کا خیال ہے کہ محض فضیلت کے متعلق ہے۔ میں نے اس عبارت کو کئی مرتبہ نہایت غور سے پڑھ کر دیکھا ہے اور میری یہ رائے ہے کہ مرزا صاحب نے اپنا عقیدہ مفہوم نبوت تبدیل کر دیا تھا۔ ایک شخص سوال کرتا ہے کہ حضرت! تریاق القلوب صفحہ ۱۵۷ پر آپ لکھتے ہیں " اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ مینے اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے۔ کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے" پھر ریویو جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۲۵۷ میں مذکور ہے۔ " خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے" پھر ریویو صفحہ ۴۷۵ میں لکھا ہے " مجھے قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا۔ تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں ہرگز نہ کر سکتا۔ اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز دکھا نہ سکتا" خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔ اگر مرزا صاحب کا یہ جواب ہوتا کہ جزوی فضیلت اب کامل فضیلت ہو گئی۔ اور یہ فضیلت غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے تو معترض کو مختصراً یہ کہدینے کہ ان دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں میری فضیلت ویسی ہی ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور گو مینے لکھا ہے کہ میں تمام شان میں مسیح سے بہت بڑھ کر ہوں۔ مگر یہ فضیلت محض کام کی اہمیت کی وجہ سے ہے۔ اور ایک غیر نبی بھی نبی پر کامل فضیلت رکھ سکتا ہے۔ برعکس اس کے مرزا صاحب اعتراض کو تسلیم کر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بیشک تناقض ہے۔ اور تناقض ایسا ہے جیسا کہ میرے ایک اور عقیدہ میں پہلے واقعہ ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

ابتدائی عقیدہ اور اسکی وجہ

براہین احمدیہ میں باوجود خدا کی وحی میں میرا نام عیسیٰ رکھا جانے کے میں یہی کہتا رہا۔ کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ ایک گروہ مسلمانوں کے مطابق میرا اعتقاد بھی تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہونگے پس وہی عقیدہ رکھا۔

نتیجہ - وحی کی تاویل کرنی پڑی ÷

تبدیلی عقیدہ اور اُسکی وجہ

بعد میں بارش کیطرح وحی الٰہی نازل ہوئی۔ تو وحی کے معنے سمجھ میں آئے۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں۔ عقیدہ تبدیل کر دیا۔ اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ پر استدلال کرنے سے عقیدہ پختہ ہوگیا کہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔

اعتراض کے متعلق جو جواب دیا ہے۔ اسکی اسی طرح مندرجہ ذیل صورت پیدا ہوتی ہے:-

ابتدائی عقیدہ اور اُسکی وجہ

اوائل میں باوجود الہامات میں نبی کا لفظ ہونے کے میرا عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت وہ نبی ہے (میں نبی نہیں ہوں) اور خدا کے بزرگ مقربین سے ہے (میں بزرگ مقربین سے نہیں ہوں) اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزوی قرار دیتا (جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے)

چونکہ مرزا صاحب کا دعویٰ محض محدثیت کا تھا اور ان کے اعتقاد کے مطابق اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ کوئی شریعت لاتے ہیں.... یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے۔ اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اس عقیدہ غیر نبوت پر قائم رہے ÷

نتیجہ - وحی کی تاویل کرنی پڑی یعنی باوجود نبی کا لفظ ہونے کے اپنے آپ کو محدث یعنی غیر نبی کہتے رہے اور یہ ظاہر کیا کہ محدثیت بھی اپنے اندر شعبہ قویہ نبوت کا رکھتی ہے اس لئے وہ ایک جزوی اور ناقص نبوت ہے ÷

تبدیلی عقیدہ اور اُسکی وجہ

خدا تعالیٰ کی وحی بارش کیطرح نازل ہوئی۔ اس نے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور یہ عقیدہ قائم ہوگیا کہ:-

(۱) مجھے حضرت عیسیٰ سے نسبت ہے۔ "خدا نے چاہا ہے کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے"۔ پس "مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں جو حضرت عیسیٰ کو نہیں دی گئیں"۔ ÷

(ب) میں غیر نبی نہیں۔ مجھے صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا +

مندرجہ ذیل دلائل قویہ اپنے عقیدہ کی تائید میں ظاہر کیں +

(۱) ۲۳ برس کی متواتر وحی۔

(ب) مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ کا ہے۔ اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے (اس لئے مرتبہ میں کم نہیں ہونا چاہیئے) +

(ج) خدا کی غیرت نے تقاضا کیا کہ آنحضرتؐ کی شان میں مخالف عیسائیوں نے جو توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ یہ دکھلائے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم (مراد خود مرزا صاحب) اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں +

(د) مجھ کو تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے ایک خدمت سپرد کی گئی ہے۔ اس وجہ سے کہ ہمارا آقا اور مخدوم تمام دُنیا کے لئے آیا تھا۔ اس عظیم الشان خدمت کے لحاظ سے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں دی گئیں اور وہ معارف اور نشان دیئے گئے۔ جن کا دیا جانا اتمام حجت کے لئے مناسب تھا حضرت عیسیٰ کو وہ معارف اور نشان نہیں دیئے گئے۔ کیونکہ وہ صرف فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے آئے تھے۔ کمالات بھی اسی پیمانہ کے لحاظ سے ہونگے۔ میں ایسے نبی کا متبع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا۔ اور جسکی شریعت تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے وہ تمام قوتیں دی گئیں جو تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں اور حضرت مسیح ابن مریم کو وہ طاقتیں نہیں دی گئیں +

(ہ) دانیال نبی نے لکھا ہے کہ میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے۔ خدا اس وقت وہ نشان دکھلائے گا۔ جو اس نے کبھی دکھلائے نہیں گویا خدا خود زمین پر اُتر آئے گا +

(و) یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ دو مسیح ظاہر ہونگے اور آخری مسیح پہلے مسیح سے افضل ہوگا +

(ز) عیسائی جو ایک ہی مسیح کے قائل ہیں کہتے ہیں کہ وہی مسیح آمدِ ثانی میں بڑی قدرت اور جلال سے ظاہر ہوگا۔ اور اسقدر جلال کے ساتھ ظاہر ہوگا کہ آمدِ اوّل کو اس سے کچھ نسبت ہی نہیں +

(ح) اسلام نے آخری مسیح کا نام حکم رکھا ہے۔ اور تمام دُنیا کے مذاہب کا فیصلہ

کرنے والا خدا اس کے ساتھ ہو گا۔ اسکی توجہ اور دُعا بجلی کا کام کریگی۔ اور ایسی اتمام حجت کریگا گویا ہلاک کر دے گا ÷

(ط) نہ اہلِ کتاب بلکہ اہلِ اسلام بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پہلا مسیح آنے والے مسیح سے افضل ہے ÷

(ی) خدا نے اور اس کے رسول نے اور اس کے تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے ÷

ان مذکورہ بالا دلائل کو بیان کر کے میرزا صاحب معترض سے اپنی نبوت منوانا چاہتے ہیں اور اس سے یہ سوال کرتے ہیں :-

"پس جبکہ میں ثابت کر چکا ہوں کہ آنے والا مسیح میں ہوں۔ تو جو شخص پہلے مسیح کو افضل سمجھتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آنے والا مسیح نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ حکم۔ اس کو چاہیئے کہ نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کر دے کہ آنے والا مسیح کچھ چیز بھی نہیں نہ نبی کہلا سکتا ہے۔ نہ حکم" (حقیقت الوحی ص ۱۵۵)

گویا مرزا صاحب نے صریح الفاظ میں نبی اور حکم ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور مندرجہ بالا دلائل سے اپنے دعوے کو ثابت شدہ قرار دے کر بار تردید منکرین نبوت پر ڈال دیا۔ اور اُن کو تحکمانہ لہجہ میں کہہ دیا "کہ خدا نے مجھے اپنے وعدہ کے مطابق بھیج دیا۔ خدا سے لڑو" جس کا مطلب یہ ہے کہ تم ہرگز تردید نہیں کر سکتے۔ مرزا صاحب نے بیشک واضح کر دیا ہے۔ کہ میں صرف نبی نہیں ہوں۔ بلکہ نبی بھی ہوں اور امتی بھی۔ تاکہ آنحضرت کی قوت قدسیہ کا کمال فیضان ثابت ہو۔ (اُمتی نبوت کی تشریح آگے کی جائے گی) ÷

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس تحریر میں مرزا صاحب نے اپنے سابقہ عقیدہ کا اعتراف کرتے ہوئے اس غلط فہمی کی یہ وجہ بتلائی ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی وحی کی پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اُس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا۔ جو اوائل میں میں نے کہا۔ اور جب مجھ کو اسکی طرف سے علم ہوا تو میں نے اس کے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں۔ عالم الغیب ہونے کا دعوے نہیں ÷ (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۵)

مولوی عبد الحق نہایت سادگی سے فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دعویٰ پہلے تو جزوی فضیلت ناقصہ کا تھا۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ بعد میں فضیلت تو وہی ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے لیکن بعد میں اس فضیلت کو جزیہ کاملہ سمجھنے لگے۔ لیکن میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ ریمارک کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ مجھے فضیلت جزئیہ کاملہ کے معنے سمجھ میں نہیں آئے جس طرز پر مرزا صاحب معترض کو جواب دیتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا۔ کہ آپ اپنے غیر نبی ہونے کو تسلیم کر کے شانِ فضیلت پر بحث کر رہے ہیں بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ آپ کے پیش نظر مفہوم نبوت تھا (اس میں کلام نہیں کہ مفہوم نبوت کی تبدیلی کے ساتھ شانِ فضیلت میں بھی اضافہ ضرور ہو جائے گا) . . . . اور آپ نے اپنے عقیدہ غیر نبوت کو تبدیل کر دیا۔ چنانچہ

بحث کا آغاز اس طرح پر ہوا۔ "اوائل میں میرا عقیدہ تھا مسیح سے مجھے کیا نسبت وہ نبی ہے .... بعد میں خدا کی وحی بارش کی طرح ہوئی۔ مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا" اور بحث کا اختتام اس بات پر کیا گیا کہ "آنے والا مسیح میں ہوں نبی کہلا سکتا ہوں۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں نبی نہیں کہلا سکتا اور نہ حکم۔ تو نصوص قرآنیہ سے اپنے اعتراض کا ثبوت دو۔ اس کے ساتھ ہی فضیلت کلی کا عقیدہ بھی حل ہو گیا۔ پہلے جزئی فضیلت کا دعویٰ تھا جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ بعد میں اپنے آپ کو تمام شان میں بڑھ کر سمجھنے لگے۔ چنانچہ آپ اپنا ظہور بمقابلہ حضرت عیسیٰ کے خدا کے کامل جلال کا ظہور قرار دینے لگے۔

لاہوری جماعت کے اعتراضات

مولوی عبد الحق (فریق لاہوری) نے میرے اس نتیجہ پر مندرجہ ذیل اعتراضات کئے ہیں:

اعتراض اوّل۔ حضرت عیسیٰ حقیقی اور مستقل نبی تھے خداوند تعالےٰ نے ان کو کتاب دی جس نے توریت کی تکمیل کی۔ ان پر نزول جبریل بیرایہ وحی نبوت اور رسالت ہوتا تھا لا ینحل عقدے جن کا تعلق دین سے تھا اپنی نبوت سے حل کرتے تھے نہ کہ اجتہاد سے۔ انکی وحی عبارت میں پڑھی جاتی تھی۔ خود مطاع نبی تھے اور اپنی نبوت کا سکہ لوگوں پر جماتے تھے اور صرف اپنی اسی وحی کے پیرو تھے جو ان پر بذریعہ جبریل نازل ہوتی تھی یعنی وہ اپنی وحی کو توریت وغیرہ پر عرض نہ

کرتے تھے۔ غرضیکہ اس طرح بیسیوں اور خصوصیات ہونگی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت مرزا صاحب نبی اللہ پر حاصل تھیں۔ تو پھر کس طرح یہ رائے صحیح ہوسکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی فضیلت حضرت عیسیٰ پر بوجہ نبی ہونے کے ظاہر فرمائی +

اعتراض دوم۔ حضرت مرزا صاحب نے صاف فرمایا ہے کہ صاحب نبوت تامہ یا مستقل نبی اُمتی نہیں ہوسکتا۔ اور جو کامل طور پر امتی ہو وہ کامل طور پر رسول نہیں ہوسکتا۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ صاحب نبوت تامہ صرف ایک ہی شانِ نبوت اپنے اندر رکھتا ہے۔ یعنی ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی وہ نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بات ظاہر و باہر ہے کہ حضرت عیسیٰ نبی تام تھے اور اس کے برعکس حضرت مرزا صاحب نبی غیر تام اور غیر کامل تھے جسکے جناب بھی اقراری ہیں۔ تو میرا سوال ہے کہ جناب کا یہ فرمانا کہ حضرت مرزا صاحب نے بوجہ نبی ہونے کے اپنی فضیلت عیسیٰ علیہ السلام پر ظاہر فرمائی ہے کس حد تک درست اور واقعات کے مطابق ہے +

اعتراض سوم۔ حضرت مسیح موعود نے دو نسبتوں کو کامل مانا ہے (۱) ایک شریعت موسوی۔ (۲) دویم شریعت محمدی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بوجہ تشریعی نبی ہونے کے بلحاظ اپنے درجہ کے آنحضرت صلعم کے بعد آتے ہیں۔ لیکن ایسے اولوالعزم رسول (موسیٰ) پر حضرت مرزا صاحب نے حضرت خضر جو غیر نبی ہیں انکی فضیلت مانی ہے۔ تو کیا اس سے پھر حضرت خضر کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے اگر آپ کہیں کہ یہ جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہوسکتی ہے تو میرا اعتراض یہ ہے کہ جس طرح یہ جزئی فضیلت ہے حضرت مرزا صاحب نے حقیقۃ الوحی میں اپنے آپ کو صرف ایک ہی شان میں بڑھ کر ہونا لکھا ہے والا اس تمام شان کی تشریح تو خطبہ الہامیہ کے اشتہار کے ساتھ اور ریویو جلد ۲ سنہ ۱۹۰۲ء (یعنی دافع البلاء کے شائع ہونے کے بعد) میں کردی ہے۔ یعنی فی بعض شیونہ۔ یعنی "جزوی فضیلت" نہ کہ من کل الوجوہ یا تمام شانوں میں بڑھ کر ہونا + اگر کہو کہ تمام شان سے مُراد کلی فضیلت یا من کل الوجوہ فضیلت مُراد ہے تو سوال یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی کس تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے

اعتراض چہارم۔ فضیلت کے متعلق حضرت صاحب نے صاف فرمایا ہے کہ خدا دکھلاتا ہے کہ رسولِ خدا کے ادنیٰ خادم مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر ہیں:۔

مجھے اس سے کوئی بحث نہیں کہ ادنیٰ خادم سے مُراد مرزا صاحب ہی ہیں یا کوئی اور بھی لیکن میں یہ تسلیم کر لیتا ہوں کہ اس سے مراد مرزا صاحب ہی ہیں (گو یہ محض غلط ہے) اور سوال کرتا ہوں کہ کیا وکیل صاحب اپنی اس رائے سے اسلام کی ایسی ہتک کرنا چاہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی دوسرا ادنیٰ خادم سوائے حضرت مرزا صاحب کے آیا ہی نہیں۔ اور یہ تو اسلام کی تضحیک ہے اور مرزا صاحب کی تحریروں کے بھی خلاف ہے۔ اور اگر کہو کہ اور بھی ادنےٰ خادم ہوئے ہیں۔ اور ضرور بالضرور آئے ہیں تو کیا انکی فضیلت سے انکی نبوت بھی ثابت ہوگی یا نہیں +

اعتراض پنجم۔ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی کتاب تحفہ گولڑویہ میں حضرت ابوبکر کی فضیلت حضرت یوشع بن نون پر ظاہر فرمائی ہے اور حضرت ابوبکر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ طوفان ایسا سخت تھا کہ اگر خدا کا ہاتھ حضرت ابوبکر کے ساتھ نہ ہوتا۔ اور اگر درحقیقت اسلام خدا کیطرف سے نہ ہوتا۔ اور اگر ابوبکر درحقیقت خلیفہ حق نہ ہوتے تو اس دن اسلام کا خاتمہ ہو گیا تھا"

تو اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ایک انسان جو مسلمہ طور پر غیر نبی ہے اسلام کو نیست و نابود ہونے سے بچا لیتا ہے جس کے باعث حضرت مرزا صاحب نے حضرت ابوبکر کی یوشع بن نون پر فضیلت ظاہر فرمائی ہے۔ تو کیا حضرت ابوبکر کے نبی ہونے میں کسی قسم کا شک وشبہ رہ گیا۔ اور کیا اس کے ساتھ ہی یہ نتیجہ نہیں نکل آتا کہ ایک غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے +

اعتراض ششم۔ جناب نے چھ سات وجوہات بیان کر کے حضرت مرزا صاحب کی فضیلت حضرت عیسیٰ پر ظاہر کرنی چاہی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ان وجوہات کی بنا پر حضرت مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ پر من وجہ فضیلت ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔

کہ جب حضرت صاحب نے انہی وجوہات کے باعث اپنی فضیلت کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جزوی فضیلت قرار دیا تو انہی وجوہات سے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کلی فضیلت کس طرح ہوگئی۔ آپ فرماتے ہیں کہ بوجہ اُمتی نبی ہونے کے۔ تو کیا اُمت محمدیہ میں جتنے امتی نبی ہوئے ہیں۔ انکی بھی حضرت عیسیٰ پر فضیلت ثابت نہیں ہوسکتی۔ (مفصل دیکھو الوصیت)

اعتراض ہفتم۔ نبوت تامہ کاملہ کی اصطلاحات کو مدنظر رکھ کر جن معنوں میں حضرت صاحب نے محدث کو غیر نبی کہا ہے۔ کیا انہی معنوں میں حضرت صاحب خود غیر نبی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں +

بیشتر اس کے کہ مولوی عبد الحق کے اعتراضات کا جواب دیا جاوے انکشاف حقیقت اور بعض ابتدائی اصول قائم کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے خیالات دریافت کئے جاویں +

(۱) **سوال** مرزا صاحب کے نزدیک نبوت تامہ کاملہ کی تعریف کیا ہے +

جواب۔ نبوت تامہ وہ ہے جو حامل وحی شریعت اور جامع جمیع کمالات وحی ہو۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر فرماتے ہیں:۔

"ان النبوۃ التامۃ الحاملۃ لوحی الشریعۃ قد انقطعت.......

اما النبوۃ التی تامۃ کاملۃ جامعۃ لجمیع کمالات الوحی فقد امنا بانقطاعہا"

سوال کیا حامل وحی شریعت اور جامع جمیع کمالات وحی مترادف ہیں؟ **جواب** ہاں

(۲) **سوال**۔ کیا بنی اسرائیل میں ایسے نبی گزرے ہیں یا نہیں جو حامل وحی شریعت نہ ہوں +

جواب۔ بنی اسرائیل میں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا۔ جو حاملِ وحی شریعت نہ ہو۔ وحیِ شریعت کے لئے کتاب کا لانا شرط نہیں۔ خواہ کسی نبی کو مبشرات اور منذرات ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر وہ براہ راست ہوں۔ تو یہی شریعت ہے۔ کیونکہ نبی مستقل صرف انہی الہامات کا پابند ہوتا ہے (نئی شریعت کا لانا ضروری نہیں) اور ان کو شریعت سابقہ پر عرض نہیں کرتا +

(۳) **سوال**۔ کیا آپ تسلیم کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایسے نبی گزرے ہیں۔ جن کا کام

بجُز تبشیر و انذار اور کچھ نہ تھا +

جواب - ہاں - لیکن یہ سب کے سب تشریعی نبی تھے - کیونکہ اُن پر وحی نبوت و رسالت بغیر کسی استفادہ اور نبی کے براہ راست نازل ہوتی تھی +

(۵) سوال - وحی نبوت و وحی رسالت آپ کسے کہتے ہیں ؟

جواب - خدا کا کلام جو براہ راست بذریعہ جبریل نازل ہو - اُس کو وحی نبوت و رسالت کہتے ہیں - اور دونوں مترادف ہین +

(۶) سوال - کیا وہ اسرائیلی نبی جو شریعت یا کتاب نہیں لائے - آپ کے نزدیک نبی تھے یا غیر نبی +

جواب - چونکہ یہ سب کے سب براہ راست نبی تھے - اور اُن پر نزول جبریل بپیرایہ وحی نبوت و رسالت ہوتا تھا - اِن وجوہات سے وہ نبی حقیقی و مستقل نبی ہیں - خواہ نئی کتاب یا نئی شریعت نہ لائے ہوں +

(۷) سوال - آپ کی رائے میں نفسِ نبوت کیا چیز ہوتی ہے ؟

جواب - نفسِ سے نبوت سے مراد - (ا) براہ راست ہونا یعنی مطاع اور صرف اپنی وحی کا متبع + (ب) نزول جبریل +

(۸) سوال - ان انبیا میں - (ا) جو شریعت لائے جیسے حضرت محمدؐ - (ب) جنپر کتاب نازل ہوئی اور سابقہ شریعت کے متبع تھے جیسے حضرت عیسیٰ - (ج) جنپر نہ شریعت نازل ہوئی اور نہ کتاب - صرف تبشیر اور انذار انکا کام تھا - ان سب میں مابہ الاشتراک کونسی چیز ہے +

جواب - (ا) براہ راست ہونا اور اُسکے لوازمات + (ب) نزول کلام الٰہی +

(۹) سوال - کیا نبوتِ تامہ کاملہ کے سوائے کوئی اور نبوت نبوت حقیقی ہے یا نہیں +

جواب - اِس کے سوائے جو نبوت ہے - وہ جزوی نبوت ہے - تامہ کاملہ نہیں +

(۱۰) سوال - کیا جزوی نبوت کو آپ نوع نبوت قرار دیتے ہیں - یا غیر نبوت +

جواب - اگر نبوت تامہ کاملہ کے بالمقابل رکھا جاوے - تو یہ غیر نبوت - ورنہ یہ لغوی

معنوں میں خدا کے نزدیک۔ نبیوں کے نزدیک۔ مجددوں کے نزدیک۔ عامہ مسلمین کی اصطلاح میں نبوت ہے۔

(۱۱) **سوال**۔ کیا آپ دکھلا سکتے ہیں کہ مرزا صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے آپ کو جزوی اور ناقص نبی کہا ہو +

جواب۔ اشارۃً وکنایۃً کہا ہے۔ صریح لفظوں میں جزوی نہیں کہا کیونکہ ضرورت پیش نہیں آئی +

(۱۲) **سوال**۔ لغوی نبوت اور نبوت تامہ کاملہ کے مفہوم میں آپ کے نزدیک بجز حصول براہ راست اور لوازمات متعلقہ ذریعۂ حصول کوئی اور فرق تو نہیں۔ +

جواب۔ نہیں +

(۱۳) **سوال**۔ کیا آپ کے نزدیک محدّث بھی لغوی نبی ہے +

جواب۔ میرے نزدیک ہی نہیں۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کے نزدیک بھی وہ لغوی نبی ہے +

(۱۴) **سوال**۔ اگر محدّث لغوی نبی ہے۔ تو وہ نبوت کس قسم کی ہے۔ جس کے لئے حضرت مرزا صاحب ہی مخصوص ہیں۔ اور دوسرے محدثین وہ نام نہیں پا سکتے +

جواب۔ حضرت مرزا صاحب یہاں پر نبی کے نام پانے پر اپنے آپ کو مخصوص فرماتے ہیں۔ نہ کہ نبی بننے پر۔ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ بر زبان نبوی وہ ایک پیشگوئی میں نبی اللہ (جو صرف انہی کے لئے آیا ہے۔ کسی اور محدّث کے لئے نہیں) کے لئے مخصوص ہیں جس طرح پر حضرت رسول خدا بعض نبیوں کی پیشگوئیوں میں خدا کا نام پانے کے لئے مخصوص ہیں۔ اب اگر رسول خدا اس خصوصیت سے جو ان کو دوسرے انبیا پر حاصل ہے۔ درحقیقت خدا بن جاتے ہیں۔ تو بیشک اس خصوصیت سے جس کا دعویٰ حضرت مرزا صاحب کو ہے وہ اپنے آپ کو محدثوں سے علیحدہ کر کے نبیوں میں شامل کر سکتے ہیں۔ بات دراصل اتنی ہے کہ جیسے نبوت کاملہ کے مراتب ہیں۔ یعنی کوئی چھوٹا نبی کوئی بڑا نبی۔ اسی طرح پر ظلی نبوۃ اُمتی نبوت کے مرحلے ہیں۔ اور اس میں کیا شک کہ جس مرحلہ کو حضرت مرزا صاحب نے

طے کیا اور کوئی محدث اس کو نہیں پہنچ سکا۔ جیسے کہ حضرت رسولِ خدا کے درجہ۔ رتبہ وغیرہ وغیرہ کو کوئی نبی نہیں پہنچ سکتا۔ دیگر محدثوں میں یہ ایک نقص نہ تھا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکے۔ بلکہ اسی سبب سے کہ ضروریات زمانہ کے مطابق اُن کو اُن مفاسد کا مقابلہ نہ کرنا پڑا۔ جس کا مقابلہ حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے۔ مثلاً آریوں کی شورش۔ عیسائیوں کا دجل دہریت کی ترقی۔ عام لامذہبی وغیرہ۔ دراصل یہ ایسا ہی فقرہ ہے جیسے کہا جاوے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی نبی کی وحی کامل نہیں بلکہ ناقص۔ جس کا خود اقرار حضرت نے فرمایا۔ ہے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی ص ۱۳۱۔ کیونکہ کامل شریعت صرف آپ کے ہی لئے ہے۔ حالانکہ سچی بات یہی ہے کہ ہر نبی کی وحی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے کامل ہی ہوتی ہے۔ ایسا کہنے سے نہ کسی پہلے نبی کی نبوت کا انکار ہوتا ہے اور نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے نبوت سے بڑھ کر کوئی اَور منصب +

(۱۵) **سوال**۔ کیا صاحب نبوّت تامہ بھی لغوی معنوں میں نبی ہوتا ہے +

جواب۔ ہاں لغوی معنوں کے علاوہ شرعی معنوں میں بھی +

(۱۶) **سوال**۔ کیا آپ کے خیال میں مرزا صاحب نے نبوت کے عام مفہوم بمقابلہ نبوتِ تامہ کاملہ میں کوئی تبدیلی پیدا کی + **جواب**۔ نہیں +

(۱۷) **سوال**۔ کیا مرزا صاحب نے لفظ نبوّت کی کوئی اپنی اصطلاح قائم کی +

جواب۔ ہاں۔ انھوں نے لفظ نبوّت کے لئے ایک اصطلاح اور تعریف مقرر کی تھی جو لغوی اصطلاح ہے۔ شریعت کی اصطلاح نہیں۔ اور وہ یہ ہے :-

"خدا تعالےٰ سے خبر پاکر بکثرت پیشگوئی کرنا" +

(۱۸) **سوال**۔ اصطلاح شریعت میں نبوّت کی کیا تعریف ہے +

جواب (۱) براہِ راست کامل شریعت لانا۔ (۲) بعضے احکام شریعت کو منسوخ کرنا یا (۳) نبی سابقہ کی اُمّت نہ ہو کر بغیر استفادہ کسی نبی کے براہ راست خدا سے تعلق رکھنا +

(۱۹) **سوال**۔ کیا اسلامی اصطلاح اور شریعت کی اصطلاح میں نبوت اور نبوت تامہ کاملہ مترادف ہیں + **جواب**۔ ہاں +

(۲۰) سوال۔ اگر ہر مامور محدث اور ولی ہونے کی حیثیت میں نبی ہوتا ہے اور مرزا صاحب بھی اُسی مفہوم میں نبی ہیں۔ تو پھر مرزا صاحب یہ کیوں کہتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں بجز اُن کے کوئی شخص ایسا نہیں ہُوا۔ کہ نبی کہلا سکے +

جواب سوال ۱۸ کا جواب ملاحظہ کریں +

(۲۱) سوال۔ حقیقی اور مستقل کو آپ کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں +

جواب۔ صرف نبوت میں۔ جس کا دوسرا نام نبوت تامہ کاملہ ہے +

(۲۲) سوال۔ اگر نبوت کے معنی صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اس قدر جو بلحاظ کیفیت و کمیت دوسروں سے بہت بڑھ چڑھ کر ہو۔ اور پیشگوئیاں بکثرت ہوں۔ اور اظہار علی الغیب اس کثرت سے کہ بجز نبی اور کسی پر ہو نہیں سکتا۔ گو ایسے مکالمات و مخاطبات شریعت پر مشتمل نہ ہوں۔ تو آپ ایسی نبوت کو حقیقی نبوت سمجھتے ہیں۔ یا نہیں +

جواب۔ یہ لغوی معنوں کے لحاظ سے نبوت حقیقی ہے لیکن شریعت اس کو حقیقی نبوت قرار نہیں دیتی +

(۲۳) سوال۔ کیا ان معنوں میں جو آپ نے لغوی حقیقی نبوت کے کئے ہیں۔ محدث بھی حقیقی نبی ہے + جواب۔ ہاں +

(۲۴) سوال۔ اگر محدث بھی لغوی حقیقی نبی ہے۔ تو پھر مرزا صاحب کی نبوت کے لئے آپ اس کے ساتھ اور کونسا امتیازی لفظ استعمال کرینگے۔ جو دوسرے محدثوں سے ممتاز کرے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تیرہ سو سال میں کوئی شخص ایسا نہیں ہُوا۔ کہ نبی کہلا سکے +

جواب۔ نبی نہ کہلا سکنے کا جواب علیحدہ دے چکا ہوں۔ باقی رہا امتیازی نشان دیگر محدثین پر۔ سو ہم حضرت مرزا صاحب کو اتم اور اکمل لغوی حقیقی نبی سمجھتے ہیں +

(۲۵) سوال۔ کیا الفاظ حقیقی اور مستقل مترادف ہیں +

جواب۔ ہاں۔ جس سے مُراد یہ ہے کہ براہِ راست وحی نبوت اور رسالت ہوتی ہو +

(۲۶) سوال۔ کیا حقیقی کے معنے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ نفس نبوت تو حقیقی ہو لیکن وہ براہ راست حاصل نہ ہو + جواب۔ نہیں +

مندرجہ بالا سوال و جواب سے یہ پایا جاتا ہے کہ بقول مولوی عبدالحق :-

(۱) نبوت تامہ کاملہ وہ ہے جو حامل وحی شریعت ہو +

(۲) وحی شریعت سے مراد ہر نبی مستقل کی وحی ہے خواہ وہ صرف مبشرات اور منذرات ہی ہو +

(۳) بنی اسرائیل میں ایسے نبی گذرے ہیں جن کا کام بجز تبشیر و انذار اور کچھ نہ تھا لیکن وہ سب تشریعی نبی تھے۔ کیونکہ ان کی وحی براہِ راست تھی +

(۴) وحی نبوت اور وحی رسالت سے مُراد خدا کا کلام ہے جو براہ راست نازل ہو +

(۵) جو نبی براہ راست نہ ہو وہ حقیقی نہیں +

(۶) نفس نبوت سے مُراد وحی الٰہی براہِ راست ہونا ہے اور انبیائے سابقہ میں مابہ الاشتراک یہی نزول کلام الٰہی براہ راست ہے +

(۷) نبوت تامہ کاملہ کے سوائے اور نبوتیں حقیقی نہیں لغوی ہیں +

(۸) لغوی نبوت اور نبوت تامہ کاملہ کے مفہوم میں بجز ذریعہ حُصول براہِ راست اور کوئی فرق نہیں +

(۹) صاحب نبوت تامہ کاملہ اور محدث لغوی معنوں میں بھی نبی ہوتے ہیں +

(۱۰) مرزا صاحب نے لفظ نبوت کی اپنی اصطلاح قائم کی ہے لیکن وہ لغوی اصطلاح ہے۔ اسلامی اصطلاح میں نبوت اور نبوت تامہ کاملہ مترادف ہیں +

(۱۱) الفاظ حقیقی اور مستقل مترادف ہیں +

(۱۲) مرزا صاحب اور محدث کی نبوت میں صرف یہ فرق ہے کہ محدث کو لغوی حقیقی نبی کہہ سکتے ہیں اور مرزا صاحب کو ان کے مقابل اتم اور اکمل +

میرزا صاحب کی تعریف نبوت

لفظ نبوت مرزا صاحب کی تحریروں میں دو قسم کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے +

(۱) لغوی معنوں میں۔ (ا) لفظ نبی نبا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں۔ خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا۔ (ب) نبوت صرف آیندہ کی خبر دینے کو کہتے

ہیں۔ چشمہ معرفت ص۱۸۱ ✣ (ج) عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے ہیں۔
کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ مکتوب ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء ✣

(۲) حقیقی معنوں میں (ا) خدا سے بذریعہ وحی خبر پانا۔ شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہونا (شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو)

"نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۸)

(ب) بکثرت پیشگوئیاں بذریعہ وحی ✣

"ہم خدا کے اُن کلمات کو جو نبوت یعنے پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں × × × اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔" چشمہ معرفت ص۱۸۰ ✣

(ج) کثرت مکالمات و مخاطبات ✣

"خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اُس نے نبوت رکھا ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۲۵)

"مکالمہ و مخاطبہ کی کثرت کیا بلحاظ کمیت کیا بلحاظ کیفیت کی وجہ سے نبی کہا گیا ہے × × × × × خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رُو سے نبی کہلاتا ہے۔" (حجۃ اللہ ص۲) ✣

"میرے نزدیک نبی اُسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو۔ جو غیب پر مشتمل ہو۔" (تجلیات ص۲۶) ✣

"جس شخص کو بکثرت مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اُس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۳۹) ✣

"جب خدا کسی سے بکثرت ہمکلام ہو۔ اور اپنی غیب کی باتیں کثرت سے اُس پر ظاہر کرے

تو یہ نبوت ہے۔" (البلاغ المبین ص۲۰) +

" جبکہ وہ مکالمہ و مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو۔ تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے" (الوصیت ص۱۲)

مندرجہ بالا حوالجات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بقول مرزا صاحب نبوت کے معنے کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ ہیں جو (ا) یقینی۔ قطعی اور زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہو۔ (ب) بلحاظ کمیت اور کیفیت اکمل ہو (ج) کوئی کثافت اور کمی اُس میں باقی نہ ہو (د) کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو +

نبوت کی اس تعریف کو مرزا صاحب **خدا کی اصطلاح۔ تمام نبیوں کی اصطلاح اسلامی اصطلاح اور اپنی اصطلاح** قرار دیتے ہیں اور ایسے شخص کو جو بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے مشرف ہو۔ حقیقی معنوں میں نبی سمجھتے ہیں اور نبی کے لئے شریعت کا لانا یا کسی صاحب شریعت نبی کا متبع نہ ہونا ضروری نہیں سمجھتے +

جماعت لاہوری کا مفہوم نبوت مرزا صاحب کی تحریروں کے برخلاف ہے

مولوی عبدالحق نبوت اور نبوت تامہ کاملہ کو مترادف خیال کرتے ہیں اور بجز نبوت تامہ کاملہ کے جسکی تعریف اوپر آچکی ہے اور کسی نبوت کو نبوت نہیں سمجھتے بلکہ غیر نبوت کہتے ہیں۔ لیکن اسکی تائید مرزا صاحب کی کتابوں سے نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور نبوت کے لئے یہ ضروری نہیں سمجھتے کہ اُس میں شریعت ہو۔ اور نہ یہ کہ نبی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ اگر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اپنی کیفیت اور کمیت کی رُو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ رہے۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو یہ نبوت ہے جس پر بقول مرزا صاحب تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔ مولوی عبدالحق یہ چاہتے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد جہاں کہیں مرزا صاحب نے نبوت سے انکار کیا ہے۔ اُس سے یہ نتیجہ نکالا جائے۔ کہ ایسا انکار مرزا صاحب کا اپنے آپ کو غیر نبی تسلیم کر لینے کے برابر ہے۔ لیکن جبکہ

مرزا صاحب صاف طور پر اپنے انکار نبوت اور رسالت کی تشریح کر دیتے ہیں۔ یہ کہ میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر (یعنے براہِ راست) نبی ہوں بلکہ نبوت یعنے آنحضرت صلعم کے فیوض سے حاصل کی ہے تو ان کو غیر نبی کس طرح قرار دیا جائے؟

مرزا صاحب نے اپنے مضمون **ایک غلطی کا ازالہ** میں صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے۔ کہ

"جس جس جگہ یعنے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ یعنے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا پاک نام پاکر اُسکے واسطہ خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے **رسول** اور **نبی** ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے۔

مکتوب ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب ایک احمدی کے محض انکار کر دینے پر کہ مرزا صاحب رسول نہیں۔ اور یہ حوالہ دینے پر کہ ؎

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب + ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

اس شخص کو یہ جواب دیتے ہیں کہ :-

"ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو × × × × × × ہمارا دعوےٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں ...... ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں۔ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔"

مکتوب مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء مندرجہ اخبار عام مجریہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرزا صاحب ایک غلط فہمی کا جو ایک جلسہ دعوت کی تقریر سے پیدا ہو گئی تھی۔ کہ گویا انھوں نے نبوت سے انکار کیا ہے اس طرح سے ازالہ کرتے ہیں :-

"یہ الزام ...... کہ گویا میں ایسی نبوت کا دعوےٰ کرتا ہوں ..... کہ میں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں ...... صحیح نہیں۔ جس بنا پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے۔ اور میری باتوں کا

جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا۔ اور آیندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں" +

اگر لفظ نبوت کے معنے صرف نبوت تامہ کاملہ ہوں تو مولوی عبدالحق کا یہ خیال صحیح ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب غیر نبی ہیں لیکن جس حالت میں مرزا صاحب مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو جو یقینی قطعی اور زبردست پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں۔ اور بلحاظ کمیت اور کیفیت کے اکمل ہوں اور اُن میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو۔ اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اور جسکو وہ خدا کی اصطلاح میں۔ تمام نبیوں کی اصطلاح میں۔ اسلامی اصطلاح میں۔ اور خود اپنی اصطلاح میں نبوت قرار دیتے ہیں تو یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ نبوت غیر نبوۃ ہے +

مولوی عبدالحق کا یہ خیال کہ بنی اسرائیل میں جسقدر نبی گذرے ہیں وہ سب تشریعی نبی تھے۔ مرزا صاحب کی تعریف نبوت تشریعی کے برخلاف ہے۔ مرزا صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء میں اور حجتہ اللہ میں نبوت تشریعی کی یہ تعریف کرتے ہیں۔ کہ جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ اور ساتھ ہی اُس کے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے جنپر کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کیطرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے۔ جس سے موسوی دین کی شوکت اور صداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ مرزا صاحب نے تو انبیائے بنی اسرائیل کی صاف لفظوں میں دو قسمیں قرار دی ہیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسرائیلی نبیوں پر کلام الٰہی نازل ہوتا تھا گو وہ صرف ایک ہی فقرہ شریعت سابقہ کی تائید میں ہُوا۔ اس واسطے وہ تشریعی نبی تھے تو ان معنوں میں مرزا صاحب بھی تشریعی نبی تھے کیونکہ ان کا دعوٰی ہے کہ ان پر خدا کا کلام بکثرت نازل ہوتا تھا بلکہ انبیائے بنی اسرائیل سے بڑھ کر اور جیسے حضرت عیسٰے انجیل میں توریت کی شرح بیان فرمایا کرتے تھے اسیطرح آپ قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں (ا) "انجیل میں ہرگز کوئی شریعت نہیں ہے بلکہ توراۃ کی شرح ہے ... جیسے مسیح توراۃ کی شرح بیان کرتے تھے اسیطرح ہم بھی قرآن شریف کی شرح بیان کرتے ہیں"۔ الحکم ۲ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۹ (ب) "مجھے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے خدائے پاک کے یقینی اور قطعی مکالمہ سے مشرف ہوں۔ اور قریباً ہر روز مشرف ہوتا ہوں ... اور میں

عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنے جیسا اس پر خدا کا کلام نازل ہوا۔ ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا۔ اور جیسے اسکی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔ میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ" (چشمہ مسیحی صہ ۱۳)

(ج) "میں اُسی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اُسنے ابراہیمؑ سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحٰق سے اور اسمٰعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسف سے اور موسیٰ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی ایسا ہی اُس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا . . . . اور میں اُس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتابوں پر" (تجلیات الٰہیہ صہ ۲۶)

محض ذریعہ حصول کی بنا پر نبوت کا تشریعی ہو جانا مرزا صاحب کی کسی تحریر سے ثابت نہیں ہوتا۔

مولوی عبدالحق کا یہ خیال ہے کہ جو نبی براہ راست نہ ہو وہ حقیقی نہیں۔ دراصل یہ نزاع لفظی ہے حقیقی کا لفظ مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں مستقل یعنی براہ راست کے مترادف بھی استعمال کیا ہے۔ اور نفس نبوت کے لحاظ سے نبوت کے حقیقی معنوں میں بھی استعمال کیا ہے کو وہ براہ راست نہ ہو (جس کو مرزا صاحب اپنی آخری کتابوں میں خدا کی اصطلاح۔ نبیوں کی اصطلاح۔ اسلامی اصطلاح۔ اور خود اپنی اصطلاح میں نبوت کہتے ہیں) یہ مفہوم نبوت اگر حقیقی معنوں میں نہ ہوتا۔ صرف لغوی معنوں میں ہوتا۔ تو مرزا صاحب کیوں محدّث کو ان معنوں میں نبی کا خطاب پانے کا مستحق قرار نہ دیتے۔ لیکن ان کا تو یہ عقیدہ ہے کہ جسقدر محدثین ۱۳۰۰ برس میں گذر چکے ہیں وہ نبی نہیں کہلا سکتے۔ براہین جلد پنجم صہ ۱۳۸ پر جہاں نبوت کے حقیقی معنی بیان کئے گئے ہیں لکھتے ہیں کہ "نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا تبع نہ ہو"۔ اس تعریف سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے در حقیقت نبوت کی تعریف کی ہے نہ کہ لغوی نبوت یا محدثیت کی۔ کیونکہ اگر یہ محدثیت کی تعریف ہو تو لازم آتا ہے کہ محدّث بھی شریعت لا سکتا ہے۔ حالانکہ یہ باطل ہے۔

ایک اور جگہ نہایت زبردست الفاظ میں کہتے ہیں کہ "میں نبی اور رسول ہوں۔ ہاں ایسا نہیں جو تشریعی ہو" جس کا مفہوم صریح یہ ہے کہ میں غیر تشریعی نبی ہوں ۔

اب فروعات کو ترک کر کے مولوی عبدالحق کے اعتراضات کا جواب اصولی طور پر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ مستقل نبی تھے۔ (گو وہ شریعت نہیں لائے) لیکن چونکہ اُن پر نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی نبوت و رسالت ہوتا تھا۔ انکی وحی عبادت میں پڑھی جاتی تھی خود مطاع تھے۔ لوگوں سے نبوت کا اقرار لیتے تھے۔ وحی کو توریت پر عرض نہ کرتے تھے تو پھر یہ رائے کسطرح صحیح ہو سکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنی فضیلت بوجہ نبی ہونے کے ظاہر فرمائی۔

جواب۔ اس اعتراض کا ماحصل یہ ہے کہ نبوت بالواسطہ کو نبوت براہ راست پر گو غیر تشریعی ہو فضیلت نہیں ہو سکتی۔ یہ سچ ہے کہ جو خصوصیات نبی مستقل کی وحی میں پائی جاتی ہیں وہ طبعاً نبوت ظلّی میں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن یہ عقیدہ کہ وحی نبوت بالواسطہ وحی نبوت مستقلہ کے مقابلہ میں ناقص ہوتی ہے مرزا صاحب کی تحریروں کے برخلاف ہے۔ آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ میری وحی خدا کا کلام۔ تمام انبیار سابقہ کی عمارت نبوت کے مرمت کرنے والی۔ قطعی اور یقینی ہے اور اس سے ہزاروں انبیار کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اسپر ایمان لانا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ مرزا صاحب اپنی وحی کو اکمل اور اتم قرار دیتے ہیں اور اُسکے انکار کو تمام انبیار علیہم السلام کی نبوت کا انکار۔ بقول مرزا صاحب چونکہ توریت کی تعلیم ناقص تھی اور مختص بالقوم اسلئے حضرت عیسیٰؑ کو وہ باتیں انجیل میں تاکید کے ساتھ بیان کرنی پڑیں جو توریت میں مخفی اور مستور تھیں۔ قرآن شریف کی تعلیم جامع تمام کمالات ہے اسلئے اب ضرورت باقی نہیں ہی کہ کسی پر کوئی کتاب نازل ہو۔ بایں ہمہ مرزا صاحب اِس بات کے مدعی ہیں کہ جسقدر خدا کا کلام مجھ پر نازل ہؤا ہے اُس کو جمع کیا جائے تو بیس جزو کی کتاب بن سکتی ہے۔ اور حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ پر آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا ذخیرہ جو مجھے دیا گیا ہے اگر پہلے کسی اسرائیلی نبی کی کتاب میں تلاش کیا جائے تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کسی اسرائیلی نبی کی سوانح میں اس کی نظیر نہ مل سکیگی۔ اِس کلام کی عظمت مرزا صاحب کے دل میں اسقدر ہے کہ وہ اسکا انکار کرنا اپنے لئے موجب کفر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

(ا) "یہ مکالمہ الہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اِس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری آخرت تباہ ہو جائے۔ وہ کلام جو میرے پر نازل ہؤا یقینی اور قطعی ہے اور جیسا کہ آفتاب اور اُس کی روشنی کو دیکھ کر کوئی شک نہیں کر سکتا کہ یہ آفتاب اور یہ اُس کی روشنی ہے ایسا ہی میں اُس کلام میں بھی شک نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کیطرف سے میرے پر نازل ہوتا ہے۔ اور میں اُس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر" + (تجلیات الہیہ صفحہ ۲۵ و ۲۶)۔

(ب) جیسا کہ وحی تمام انبیار علیہم السلام کی حضرت آدمؑ سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تک از قبیل اضغاث احلام و حدیث النفس نہیں ہے ایسا ہی یہ وحی بھی اِن شبہات سے پاک و منزہ ہے ......

پھر جس حالت میں صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سبقت لیگئی ہیں تو اب خود سوچ لو کہ اس وحی الٰہی کو اضغاث احلام اور حدیث النفس کہنا درحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے انکار کرنا ہے۔ (نزول المسیح صفحہ ۱۸-۹۹) ✦

(۳)
آدمم نیز احمد مختار | دربرم جامہ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی را جام | داد آں جام را مرا بتمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے | من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
آن یقینے کہ بود عیسیٰ را | بر کلامے کہ شد برو القا
واں یقین کلیم بر تورات | واں یقیں ہائے سید السادات
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں | ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح صفحہ ۹۹-۱۰۰)

معترض نے مرزا صاحب کے مفہوم نفس نبوت کو ٹھیک طور پر نہیں سمجھا۔ جس سے آپ کی مراد صرف خدا سے بکثرت ہمکلام ہونا ہے۔ مرزا صاحب کی تحریرات سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ براہ راست ہونا نبوت کا جزو لاینفک ہے۔ اور نہ یہ پایا جاتا ہے کہ بالواسطہ ہونے کی وجہ سے وحی ناقص ہو جاتی ہے۔ آپکے خیال میں وحی ولایت اور وحی نبوت میں صرف ضعف اور شدت۔ کثرت و قلت کا فرق ہے حقیقت ایک ہی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

(۱) جب کسی کی حالت اِس نوبت تک پہنچ جائے تو اُسکا معاملہ اِس عالم سے وراء الوریٰ ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پالیتا ہے جو اِس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رُسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور وُہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۳۷)

(۲) نبوت کے مکالمہ میں کثرت ہوتی ہے اور عام مکالمہ الٰہیہ میں کثرت نہیں ہوتی۔ اور نبوت کے مکالمہ کی کیفیت صاف ہوتی ہے ...... نبوت کی وحی اور مکالمہ اور دوسرے لوگوں کے مکالمہ میں

فرق کثرت اور کیفیت وکمیت کا ہوتا ہے ۔ . . . . پس کثرت اور قلت اور صفائی اور تکدر کا فرق ثابت کردیا ہے مکالمہ نبوۃ کیا اور دوسرا کیا" ۔ (الحکم ۶ فروری ۱۹۰۳ء) +

دوسرا اعتراض کہ صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہوسکتا سوال زیر بحث سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ میں نے کہیں اپنے فیصلہ میں یہ نہیں لکھا کہ صاحب نبوت تامہ اُمتی ہوسکتا ہے اور نہ میں نے یہ قرار دیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو اسی مفہوم تام کے ساتھ نبی سمجھتے ہیں جو مولوی عبدالحق کے ذہن میں جاگزین ہے۔ اگر نبوت تامہ کے معنے نبوت حامل وحی شریعت یا وحی براہ راست بلا استفادہ آنحضرت صلعم لئے جائیں تو مرزا صاحب اس نبوت تام کے ہرگز مدعی نہیں۔ لیکن مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ ایک اُمتی نبی ہوسکتا ہے۔

صاحب نبوت تامہ ہرگز اُمتی نہیں ہوسکتا یہ اعتراض مرزا صاحب نے خود اُن لوگوں پر کیا تھا جو حضرت عیسےٰؑ کے نزول ثانی بجسد عنصری کے قائل ہیں چنانچہ آپ نے لکھا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ دوبارہ آجائیں تو اسکے یہ معنے ہونگے کہ ایک مستقل یعنی براہ راست نبی بلا توسط آنحضرت صلعم جو خاتم النبیین ہیں آگیا۔ اِس صورت میں یہ کون ثابت کریگا کہ اُسنے آنحضرت صلعم کی پیروی سے درجہ نبوت پایا ہے بلکہ یہ کہنا پڑیگا کہ جبتک وہ امت محمدیہ میں داخل نہ ہوں محض ناقص گمراہ اور بے دین ہیں حالانکہ وہ ابتدا ہی سے نبی ہیں۔ مرزا صاحب کا عقیدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد وحی الٰہی کا دروازہ اُن لوگوں پر بند ہے جو آپکے اُمتی نہ ہوں۔ اور آنحضرت صلعم کی مہر سے نبوت مطلق مل سکتی ہے۔ ہاں باب نبوت براہ راست تشریعی ہو یا غیر تشریعی قیامت تک مسدود ہے۔

یہ اعتراض کہ صاحب نبوت تامہ صرف ایک ہی شان نبوت اپنے اندر رکھتا ہے اور مرزا صاحب ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی ہیں تو اُنکو حضرت عیسےٰؑ پر فضیلت کیسے ہوگی اسی حالت میں صحیح ہوسکتا ہے اگر بقول مرزا صاحب اُمتی ہونا کوئی وجہ نقص ہو۔ آپ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہونا باعث افتخار اور ذریعہ حصول جمیع کمالات نبوت ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں :۔

(ا) "مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار اُمتی کرکے بھی پکارا ہے اور نبی کرکے بھی پکارا ہے اور ان دونوں ناموں کے سُننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسےٰ ابن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمتی ہے" + (براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳)۔

(ب) میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس نبی کامل کی پیروی سے ایک شخص عیسیٰؑ سے بڑھ کر بھی ہوسکتا ہے۔ اندھے کہتے ہیں یہ کفر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تم خود ایمان سے بے نصیب ہو پھر کیا جانتے ہو کہ کفر کیا چیز ہے۔ کفر خود تمہارے اندر ہے اگر تم جانتے

کہ اس آیت کے کیا معنے ہیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ تو ایسا کفر مُنہ پر نہ لاتے۔ خدا تو تمہیں یہ ترغیب دیتا ہے کہ تم اس رسول کی کامل پیروی کی برکت سے تمام رسولوں کے کمالات اپنے اندر جمع کر سکتے ہو اور تم صرف ایک نبی کے کمالات حاصل کرنا کفر جانتے ہو"۔

(چشمہ مسیحی ص ۱۴)

ج " یہ کسقدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے۔ اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی وہی مسیح موعود کہلائیگا"۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۱)

(د) " یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سید و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ اس اُمت میں عیسیٰ ابن مریم کا مثیل کوئی نہیں آسکتا تھا اسلئے ختم نبوت کی مُہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسےٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دُنیا میں لائیگا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (۱) یہ کہ اُنکو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جبکہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جسکو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا اسکے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پاسکتا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی اور نہیں خیال کرتے کہ اسصورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دُعا سکھانا کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ایک دھوکا دینا ہے" + (چشمہ مسیحی ص ۳۹)

(و) " خود اُس نے قرآن شریف میں یہ دُعا سکھلائی ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے ہمارے خدا ہمیں وہ سیدھی راہ دکھلا جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرا فضل اور انعام ہوا۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ وہی فضل اور انعام جو تمام نبیوں اور صدیقوں پر پہلے ہو چکا ہے وہ ہم پر بھی کر اور کسی فضل سے ہمیں محروم نہ رکھ۔ یہ آیت اس اُمت محمدیہ کو اسقدر عظیم الشان اُمید دلاتی ہے جسمیں گذشتہ اُمتیں شریک نہیں ہیں کیونکہ تمام انبیاء کے متفرق کمالات تھے اور متفرق طور پر اُنپر فضل اور انعام ہوا۔ اب اس اِس اُمت کو یہ دُعا سکھلائی گئی کہ اُن تمام متفرق کمالات کو مجھ سے طلب کرو پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائینگے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائیگا۔ اسی بنا پر کہا گیا کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔ یعنے تم اپنے کمالات کے رُو سے سب اُمتوں سے بہتر ہو"۔

(چشمہ مسیحی ص ۳۸)

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے حضرت موسیٰؑ پر حضرت خضرؑ کی فضیلت مانی ہے چونکہ حضرت خضرؑ غیر نبی ہیں تو کیا اس سے خضرؑ کی بھی نبوت ثابت ہوگئی۔

جواب۔ یہ عجیب منطق ہے میں نے کہیں فیصلہ میں یہ نہیں لکھا کہ جسکو کسی نبی پر فضیلت ہو وہ نبی ہوگا۔ مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں حضرت خضرؑ کی فضیلت علوم روحانیہ کیوجہ سے جزوی قرار دی ہے اور آپکا بیشک یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے کہ کہ ایک غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت ہو سکتی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی عبدالحق یہ نتیجہ کسطرح نکال رہے ہیں کہ چونکہ حضرت خضر کو حضرت موسیٰؑ پر جزوی فضیلت ہے اسلئے وہ بھی نبی ہوگئے۔ نبوت کا معیار ہی اور ہے ورنہ یوں تو نبی کو بھی نبی پر بعض باتوں میں جزوی فضیلت ہو سکتی ہے جیسا کہ مرزا صاحب ایک جگہ آنحضرت صلعم کی فضیلت حضرت موسیٰؑ پر جزوی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلعم تمام انبیاء سے تمام شان میں افضل ہیں جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔

"جسطرح **مثیل موسیٰؑ** بہت سی باتوں میں موسیٰ سے بڑھ کر ہے ایسا ہی **مثیل عیسیٰؑ** بھی بہت سی باتوں میں عیسیٰؑ سے بڑھ کر ہے اور یہ جزئی فضیلت ہے جسکو خدا چاہتا ہے دیتا ہے۔" (ریویو مئی سنہ ۱۹۰۲ء ص ۶)

اصل بات یہ ہے کہ بقول مرزا صاحب یہ جزئی فضیلت ایسی نہیں جو غیر نبی کو نبی پر ہوتی ہے بلکہ یہ فضیلت باعتبار شان نبوت کے ہے۔

یہ چوتھا اعتراض کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں "خدا دکھلاتا ہے کہ رسول محمدؐ کا ادنیٰ خادم مسیح اسرائیلی سے بڑھکر ہے" تو آپکے یہ لکھنے سے کہ اُمت محمدیہ میں کوئی دوسرا خادم سوائے حضرت مرزا صاحب کے ہوا ہی نہیں اسلام کی ہتک ہوتی ہے۔

جواب۔ یہ میں نے کہاں لکھا ہے کہ اُمت محمدیہؐ میں کوئی دوسرا خادم سوائے مرزا صاحب کے ہوا ہی نہیں۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ اس عبارت میں ادنیٰ خادم کا اشارہ اپنی طرف ہے اور مسیح اسرائیلی سے وہ اپنے آپ کو ہی افضل قرار دیتے ہیں۔ کیا مولوی عبدالحق کا یہ عقیدہ ہے کہ جملہ خدام آنحضرت صلعم حضرت عیسیٰؑ سے بڑھ کر ہیں؟ اگر اُن کا یہ عقیدہ نہیں تو پھر اعتراض ہی کیوں کیا جاتا ہے۔

مرزا صاحب کی کتابوں میں جمع کا لفظ مفرد کے لئے بکثرت استعمال کیا گیا ہے مثلاً

(۱) کرامت گرچہ بے نام و نشان است — بیا بنگر ز **غلمان محمدؐ** (یہاں غلمان سے اشارہ اپنی طرف ہے)

(۲) "کلام اللہ میں **رُسل** کا لفظ واحد پر بھی اطلاق پاتا ہے .... آخری زمانہ کی ابتر علامت بیان فرما کر پھر آخر پر یہ بھی فرما دیا کہ اسوقت **رسول وقت مقررہ پر لائے جائینگے** تو قرائن بیّنہ صاف طور پر شہادت دے رہے ہیں کہ اس ظلمت کے کمال کے بعد خدا تعالیٰ کسی اپنے **مرسل** کو بھیجے گا تا مختلف قوموں کا فیصلہ ہو۔ اور چونکہ قرآن شریف سے ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ظلمت عیسائیوں کیطرف سے ہوگی ..... پس اسی مناسبت سے اسکا نام **عیسیٰ** رکھا گیا ہے" (شہادۃ القرآن ص ۲۳)

یہ اعتراض کہ اگر ایک ہی ادنیٰ خادم مسیح اسرائیلی سے بڑھ کر نکلا تو اسمیں اسلام کی ہتک ہے اس شخص کی زبان سے بھلا معلوم نہیں ہوتا جو ایک ادنیٰ خادم کو بھی مسیح سے افضل نہیں سمجھتا۔ بلکہ اعتراض تو خود اسپر وارد ہوتا ہے

کہ اُمتِ محمدیہ کا ایک شخص بھی مسیح سے افضل نہ ہو جس میں اسلام کی ہتک ہے ۔

مرزا صاحب کا عقیدہ تو یہ ہے کہ محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر۔ مثیل موسیٰ (آنحضرت صلعم) موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل عیسیٰ (مرزا صاحب) عیسیٰ سے بڑھ کر۔ جملہ اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار اور ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کھلے کھلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابلہ پر کھڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجھ میں آجائے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے رسولوں اور نبیوں کے مراتب میں سے اس امت کو کوئی حصہ نہ دے تو پھر یہ اُمت خیر الامم کس حسب سے ہوئی بلکہ شر الامم ہوئی کیا یہ ضرور نہیں کہ اس اُمت میں کوئی نبیوں اور رسولوں کے رنگ میں نظر آوے۔ مرزا صاحب تمام کاملین امت کو کا نبیاء بنی اسرائیل مانتے ہیں۔

(کشتی نوح صہ ۱۳-۲۴-۳۹)

پانچواں اعتراض یہ ہے کہ چونکہ مرزا صاحب نے حضرت ابو بکرؓ کو حضرت یوشع بن نونؑ پر فضیلت دی ہے جو سلسلہ طور غیر نبی ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے۔ اور کہ حضرت ابو بکرؓ نبی ہیں۔

جواب۔ پہلا نتیجہ صحیح ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت ہو سکتی ہے لیکن جزوی۔ مرزا صاحب نے حضرت ابو بکرؓ کی فضیلت تمام شان میں بیان نہیں کی اور میں اوپر جواب دے چکا ہوں کہ معیار نبوت اور ہے۔ بقول مرزا صاحب نبوت کے لئے ضروری ہے (ا) اتم درجہ تک فنا فی الرسول ہونا (ب) کثرت مکالمہ مخاطبہ الہیہ اور اظہار علی الغیب۔ (ج) حسب منطوق آیۃ لا یظہر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول برگزیدہ رسول ہونا مولوی عبد الحق اس معیار سے حضرت ابو بکرؓ کی نبوت کا سوال حل کر لیں۔ مرزا صاحب تو صاف لفظوں میں لکھتے ہیں کہ تیرہ سو سال میں کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جسکو بجز میرے یہ حصہ کثیر اس نعمت مکالمہ و مخاطبہ الہیہ کا عطا کیا گیا ہو۔ پس نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص ہوں۔ (حقیقۃ الوحی صہ ۳۹۱) ۔ ایسا ہی ایک اور موقعہ پر فرماتے ہیں:-

سوال۔ اگر اسلام میں اس قسم کا نبی ہو سکتا ہے تو آپ سے پہلے کون ہوا؟

جواب۔ یہ سوال مجھ پر نہیں ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔ اُنہوں نے صرف ایک کا نام نبی رکھا ہے اس سے پہلے کسی آدمی کا نام نبی نہیں رکھا۔ اس سوال کا جواب دینے کا اسواسطے میں ذمہ وار نہیں ہوں۔

بدر مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء

چھٹا اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پیشتر جن وجوہات سے حضرت عیسیٰ پر جزوی فضیلت مانی ہے تو بعد میں انہیں وجوہات سے کلی فضیلت کیسے ہو گئی؟

جواب مرزا صاحب کا یہ دعوی نہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مجھے حضرت عیسیٰ پر جزوی فضیلت تھی۔ بعد میں کلی فضیلت ہو گئی گو

وہ تو یہ کہتے ہیں کہ اوائل میں میرا عقیدہ یہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت - وہ نبی ہیں اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہیں - اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اسکو جزئی فضیلت سمجھتا تھا جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے - بعد میں خدا کی وحی جو بارش کی طرح ہوئی اُسنے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور میں اپنے آپ کو صریح طور پر "نبی" کے خطاب کا مستحق سمجھنے لگا - اور یہ اعتقاد قائم ہو گیا کہ میں تمام شان میں مسیح سے افضل ہوں - یوں تو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی مرزا صاحب اپنی فضیلت یوں بیان کر رہے ہیں کہ "عیسےٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم"۔

نوٹ - اوائل سے مراد شروع زمانہ دعوی مجددیت ہے جبکہ مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر نبی سمجھا کرتے تھے - اور اگر وحی الٰہی میں کوئی امر انکی فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تھا تو اُسکو جزئی فضیلت قرار دیا کرتے تھے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے -

بعد میں بارش کی طرح وحی سے مراد تصنیف تریاق القلوب کے بعد کی وحی نہیں بلکہ ۲۲ سال کی متواتر وحی ہے جو ابتداء زمانہ مجددیت سے اسوقت تک ہوتی رہی - جب آپ نے یہ الفاظ ریویو جلد اول صفحہ ۲۵۷ میں لکھے :- "خدا نے اس اُمت سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے" - مرزا صاحب تبدیلی عقیدہ کی حقیقت یوں بیان کرتے ہیں ابتدا میں میرا عقیدہ عام مسلمانوں کی طرح یہ تھا کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہونگے - باوجودیکہ وحی یہ ہوتی تھی کہ عیسےٰ تو ہی ہے - کچھ عرصہ کی متواتر وحی کے بعد خود دعوےٰ کر دیا کہ عیسےٰ میں ہوں - اسیطرح باوجودیکہ خدا تعالےٰ کی وحی یہ ہو رہی تھی کہ تم نبی ہو اور حضرت عیسےٰ سے افضل ہو لیکن میں اپنے آپکو جیسے شروع میں عقیدہ تھا غیر نبی سمجھتا رہا اور فضیلت جزئی بیان کی - کئی سال متواتر وحی الٰہی ہوتی رہی لیکن عقیدہ وہی غیر نبوت کا رہا - آخر سنہ ۱۹۰۲ء میں اس تواتر وحی کی طرف توجہ کی تو اصل حقیقت کھل گئی اور پرانا عقیدہ تبدیل کر کے یہ دعوی کر دیا کہ میں نبی ہوں - اور مجھے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر تمام شان میں فضیلت ہے -

ساتواں اعتراض یہ ہے کہ نبوت تامہ کاملہ کی اصطلاحات کو مدنظر رکھ کر جن معنوں میں مرزا صاحب نے محدث کو غیر نبی کہا ہے کیا اُنہی معنوں میں خود غیر نبی ثابت ہوتے ہیں یا نہیں ؟

جواب - نبوت تامہ کاملہ کا اگر وہ مفہوم لیا جائے جو مولوی عبدالحق کے ذہن میں ہے یعنی نبوت تشریعی یا نبوت غیر تشریعی براہ راست تو بیشک ان معنوں میں مرزا صاحب غیر نبی ہیں اور نہ اُن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایسے نبی ہیں - لیکن میں ظاہر کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے لفظ نبوت کے مفہوم میں تبدیلی پیدا کی - ابتدا میں اُن کا یہی خیال تھا کہ نبوت صرف نبوت مستقلہ (یعنے براہ راست) کا نام ہے - اور اگر کسی محدث کے لئے اس زمانہ میں نبی کا لفظ استعمال

کیا جاوے تو وہ در اصل لغوی معنوں میں نبوت ہے جو جزئی اور ناقص نبوت ہوتی ہے۔ لیکن بعد کی تحریرات سے پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب کے نزدیک نبوت کی تعریف۔ خدا سے ہمکلام ہونا ہے شریعت کا لانا یا کسی صاحب شریعت رسول کا تبع نہ ہونا ضروری نہیں۔ البتہ نبی کہلانے کے لئے بعض خصوصیات (جو اس فیصلہ میں کسی اور موقعہ پر بیان کی گئی ہیں) کا پایا جانا لازمی ہے۔ اس دائرہ نبوت میں مرزا صاحب محدّثین کو داخل نہیں کرتے۔ پس میری رائے میں یہ تعریف **نبوت مطلق** کی ہے غیر نبوت اسکو نہیں کہہ سکتے۔ ورنہ مرزا صاحب محدّثین کو اس حلقہ سے خارج نہ کرتے۔

[مولوی عبدالحق دبی زبان سے کہتے ہیں کہ پھر نبوت ختم کیا ہوئی لیکن میری رائے میں جس قسم کی نبوت کے مرزا صاحب مُدعی ہیں وہ منافی ختم نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ آپ کا عقیدہ دربارہ ختم نبوت یہ ظاہر ہوتا ہے

(ا) آنحضرت صلعم خاتم النبیّین ہیں لیکن یہ نہیں کہ آپکے بعد باب نبوت قطعی طور پر مسدود ہو گیا ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے کھلا ہے جو آنحضرت صلعم کے اُمتی ہوں۔ اگر یہ دروازہ کھلا نہ ہوتا تو اُمت محمدیہ محروم رہتی۔ نبوت تشریعی ختم ہو چکی الّا نبی غیر تشریعی آسکتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کی برکت سے۔

(ب) برخلاف عقیدہ مولوی عبدالحق جو آنحضرت صلعم کو خاتم النبیّین بمعنے نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنیوالے مانتے ہیں مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیّین ہیں بمعنی نبی تراش۔ ہاں ایک طرح پر نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے بھی ہیں کیونکہ آپکے بعد صاحب شریعت نبی کوئی نہیں آسکتا۔

(ج) نبوت جو اللہ تعالیٰ نے اب قرآن شریف میں آنحضرت صلعم کے بعد حرام کی ہے اسکے یہ معنے نہیں ہیں کہ اب امت کو کوئی خیر و برکت ملیگی ہی نہیں اور نہ اسکو شرف مکالمات اور مخاطبات ہوگا بلکہ اس سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر کے سوائے اب کوئی نبوت نہیں چل سکیگی۔

(د) علماء کو ختم نبوت کا مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں خاتم النبیین جو آیا ہے۔ اور جس پر الف لام بھی پڑے ہیں۔ اس سے بھی صاف معلوم ہوتا ہے کہ شریعت لانوالی نبوت سب ختم ہو چکی ہے۔ پس اب اگر نئی شریعت کا مُدعی ہو وہ کافر ہے۔ لیکن مکالمہ الٰہی کا اگر انکار ہو تو پھر اسلام ایک مردہ مذہب ہوگا۔ اگر یہ دروازہ بھی بند ہے تو اس اُمت پر قہر ہوا۔ خیر الامم نہ ہوئی اور اھدنا الصراط المستقیم دُعا بے سود ٹھیری۔ تعجب ہے یہود تو یہ امت بنجاوے اور مسیح دوسروں سے آوے۔ (الحکم، فروری ۱۹۰۳ء)

یہ دعویٰ کہ آنحضرت صلعم کے فیض اور آپ کی مُہر سے ایک شخص نبی بن سکتا ہے۔ منافی ختم نبوت معلوم نہیں ہوتا اور نہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسر شان ہے۔]

پس مولوی عبدالحق کا اعتراض - کہ جن معنوں میں محدث غیر نبی ہوتا ہے ان معنوں میں مرزا صاحب بھی غیر نبی ہوئے یہاں تک تو ٹھیک ہے کہ مرزا صاحب مستقل اور صاحب شریعت نبی نہیں لیکن جو حقیقت نبوت بمقابلہ حقیقت محدثیت مرزا صاحب نے شدت اور ضعف رنگ کی میں بیان کی ہے اُسکو اگر اس تحریر کے ساتھ پڑھا جاوے جہاں مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ بجز میرے کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا - تو یہ ثابت ہوگا کہ مرزا صاحب ان معنوں میں غیر نبی نہیں جن معنوں میں محدث غیر نبی ہوتا ہے +

مرزا صاحب کے عقائد درباره نبوت

مرزا صاحبؒ کی تحریروں سے ان کا عقیدہ یہ پایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم سے پہلے انبیاء بنی اسرائیل کی دو قسمیں تھیں +

(۱) وہ جو صاحب شریعت تھے اور جنپر کتاب نازل ہوئی - ان کو تشریعی نبی یا صاحب شریعت نبی کہتے ہیں +

(۲) وہ جن کا کام بجز تبشیر و انذار اور کچھ نہ تھا - اور جو محض تجدید شریعت موسوی کے لئے آئے تھے - اور جنپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی - ان کو غیر تشریعی نبی کہتے ہیں - چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

(۱) ہم نبی ہیں - ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے ... بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جنپر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی - صرف خدا کیطرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہو -

(مکتوب مندرجہ بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء ہیں - ان معنوں میں کہ اُن کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو قسم اول میں سے ہو - اور نہ نبی قسم دوم براہِ راست آسکتا ہے - چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

(۲) ہمارا ایمان ہے کہ آخری کتاب اور آخری شریعت قرآن ہے اور بعد اس کے قیامت تک ان معنوں سے کوئی نبی نہیں جو صاحب شریعت ہو یا بلا واسطہ متابعت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم وحی پا سکتا ہے - (ریویو بر مباحثہ چکڑالوی صـ۶)

(ب) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے اس کے معنے یہ نہیں ہیں

کہ آپ کے بعد دروازہ مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کا بند ہے اگر یہ معنے ہوتے تو یہ اُمت ایک لعنتی اُمت ہوتی ۔ ۔ ۔ بلکہ یہ معنے ہیں کہ براہِ راست خدا تعالےٰ سے فیض وحی پانا بند ہے اور یہ نعمت بغیر اتباع آنحضرت کسی کو ملنا محال اور ممتنع ہے اور یہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے کہ انکی اتباع میں یہ برکت ہے کہ جب ایک شخص پورے طور پر آپ کی پیروی کرنیوالا ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ کے مکالمات اور مخاطبات سے مشرف ہو جاوے . . . . صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سید و مولیٰ آنحضرتؐ کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے + (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۳)

نبوت قسم اوّل کا دروازہ قطعی طور پر تا قیامت مسدود ہے۔ باب نبوت قسم دوم جو کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ پر مشتمل ہے۔ وہ مسدود نہیں۔ الّا شرط یہ ہے کہ حصول نبوۃ قسم دوم کے لئے بجز مُہر آنحضرت صلعم اور راستے بند ہیں۔ چنانچہ مرزا صاحبؑ تحریر فرماتے ہیں +

(الف) اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی، جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے + پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے . . . . مصفےٰ غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہُوا . . . . اس مصفےٰ غیب سے یہ اُمت محروم نہیں اور مصفےٰ غیب حسب منطوق آیت (لا یظھر علےٰ غیبہ . . . . الخ) نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے . . . . اس موہبت کے لئے محض بروز۔ ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔

(غلطی کا ازالہ صفحہ ۳)

(ب) نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے اس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے اور اسکی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اُسکے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھکر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔" (الوصیت صفحہ ۱۲)

(ج) اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

مولوی عبدالحق تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا صاحبؑ نے کثرت مکالمات و مخاطبات آلہیہ کو نبوۃ کہا ہے لیکن وہ چاہتے ہیں کہ اس کو غیر نبوت سمجھا جائے۔ لیکن یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مرزا صاحب تو نبوت کی تعریف کر رہے ہوں۔ اور ہم نبوّت کا لفظ کاٹ کر اس کو غیر نبوت کی تعریف بنا دیں۔ مرزا صاحب کا تو یہ خیال ہے کہ جس نعمت مکالمہ و مخاطبہ کی وجہ سے اور جن نشانات کی بناء پر انبیائے نبی اسرائیل نبی کہلائے۔ اُسی معیار سے میں نبی ہوں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:- (ا) بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں .... صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے .... پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے"

(مکتوب بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء)

انگریز - "آپ اپنے نبی ہونے کا ثبوت دیں"۔

مسیح موعود - "ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں - پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔ پس ان کو راستباز ماننے کے جو نشان تم قرار دیتے ہو ہمیں بتلاؤ۔ تاہم اپنے میں وہ بیان کر سکیں" (بدر ۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

براہ راست ہونا محض ذریعہ حصول سے تعلق رکھتا ہے۔ نفس نبوت سے اس کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ مرزا صاحب کا یہ عقیدہ ہے کہ نبوت غیر تشریعی آنحضرت صلعم کے بعد براہ راست نہیں مل سکتی۔ صرف آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ اور فیضان کے توسط سے مل سکتی ہے۔ اور اس لئے امتی ہونا شرط ہے۔ بخیال مرزا صاحب اُمتیت حصول نبوت کے لئے مانع نہیں۔ اور نہ یہ کوئی وجہ نا قابلیت کی ہے۔ مرزا صاحب تو آنحضرت صلعم کا امتی ہونا باعث فخر سمجھتے ہیں اور صرف نبوت محمدیہ کو خدا تک پہنچنے اور حصول نبوت کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:- (الف) مجھے خدا تعالےٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے اور ان دونوں ناموں کے سُننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزت دی گئی۔ اور اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم

کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس درجہ کا نبی ہے کہ اسکی امت کا ایک فرد نبی ہو سکتا ہے اور عیسٰی کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمتی ہے" ÷ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۴)

(ب) جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں کے دین کو جو ہم مُردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔

(ج) اب بجُز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ . . . بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ (تجلیات آلہیہ ص۲۵) ÷

(د) یہ نبوت محمدیہ اپنی ذاتی فیض رسانی سے قاصر نہیں۔ بلکہ سب نبوتوں سے زیادہ اس میں فیض ہے۔ اِس نبوت کی پیروی خدا تک بہت سہل طریق سے پہنچا دیتی ہے۔ اور اسکی پیروی سے خدا تعالےٰ کی محبت اور اسکے مکالمہ مخاطبہ کا اس سے بڑھ کر انعام مل سکتا ہے جو پہلے ملتا تھا۔" (الوصیت ص۱۲)

بقول احمدیہ مکاتب کے اس نبوت کی ڈگری حاصل کرنے کیلئے جس ڈپلومہ کی ضرورت ہے وہ یہ ہے ÷

(ا) آنحضرت صلعم کا اُمتی ہو" (تجلیات آلہیہ ص۲۵)

(ب) "فنافی الرسول کی حالت اتم درجہ تک ہو۔ اور کوئی حجاب درمیان نہ رہے" ÷ (الوصیت ص۱۲)

(ج) "اتم اور اکمل طور پر مکالمہ و مخاطبہ آلہیہ سے مشرف ہو" (حقیقۃ الوحی ۳۹۰)

(د) "حسب منطوق آیت قرآنیہ لایظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولہ برگزیدہ رسول ہو" (حقیقۃ الوحی ص۳۹۰)

امت محمدیہ کا ہر ایک فرد جو اس امتحان میں پاس ہو جائے۔ زمرۂ انبیاء میں شامل ہو سکتا ہے ÷

مولوی عبدالحق کی آخری کوشش یہ ہے کہ اگر مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مندرجہ بالا مفہوم کے ساتھ مانا جائے۔ تو تمام گزشتہ محدثین اور اولیاء کو ان معنوں میں نبی قرار دینا چاہیئے۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کے عقیدہ کے مطابق محدثین اور اولیا محض باعتبار عہدۂ محدثیت و ولایت ایسے نبی نہیں بن سکتے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ گو

تمام محدثین میں استعداد موجود تھی۔ کہ وہ نبی بن سکتے۔ لیکن وہ اس معیار میں پورے نہیں اترے جسکے بغیر بقول مرزا صاحب کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا۔ گو ۱۳ سو سال کے عرصہ میں کئی محدث اور ولی گذر چکے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب اُن کو اُس زمرہ میں شامل نہیں کرتے۔ دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹ و صفحہ ۳۹۱۔

"اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۳ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور اُمور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال۔ اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اگر دوسرے صلحا جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ وہ بھی اس قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے"

مولوی عبدالحق فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب نے بھی تو محدث اور ولی ہونے سے انکار نہیں کیا لیکن اس سے یہ کہاں نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب ولی بھی ہیں اور محدث بھی۔ اسلئے وہ نبی نہیں ہوسکتے۔ یہ تو وہی بات ہوئی۔ جیسے کہ ایک موقعہ پر دو ننھے ننھے بچے آپس میں باتیں کررہے تھے۔ پاس سے ایک یورپین گذرا۔ ایک بچہ بولا "دیکھ بے آدمی جارہا ہے" دوسرا کہتا ہے "نہیں بے صاحب ہے" کیا "صاحب" آدمی نہیں ہوتا۔ اور کیا نبی "ولی" اور "محدث" نہیں ہوتا۔ ہاں جس طرح تمام آدمی صاحب نہیں ہوسکتے۔ ویسے ہی تمام ولی اور محدث نبی نہیں ہوسکتے۔ بقول مرزا صاحب ہر نبی محدث ہے لیکن ہر محدث نبی نہیں۔

خلاصہ کلام اینکہ

مرزا صاحب کو ابتدا ہی سے ایک قسم کی نبوت سے انکار رہا ہے اور دوسری قسم کی نبوۃ

کا اقرار۔ جس نبوت کے وہ کبھی دعویدار نہیں ہوئے وہ یہ تھی۔ (ا) کامل شریعت لانا یا بعض احکام شریعت کو منسوخ کرنا (خاصہ صاحب شریعت نبی) (ب) نبی سابق کی امت نہ ہو کر بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالےٰ سے تعلق رکھنا (خاصۂ براہ راست نبی) جس قسم کی نبوۃ کا مرزا صاحب کو دعوےٰ تھا وہ یہ تھی۔ (ا) خدا سے ہمکلام ہونا (ب) امور غیبیہ پر اظہار (ج) وحی کا انبیاء کی طرح نازل ہونا اور (د) انبیاء کی طرح ماموریت +

مرزا صاحب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے دعوےٰ نبوت کو اس طرح بیان کیا کرتے تھے کہ چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی کے معنے صاحب شریعت اور براہِ راست نبی کے ہیں۔ اس لئے یہ غیر نبوت ہے لہٰذا جب ان کو یہ الہام ہوتا تھا کہ وہ حضرت عیسٰی سے افضل ہیں تو اسکو جزئی فضیلت قرار دیا کرتے تھے۔ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور اپنے آپکو لغوی معنوں میں نبی کہا کرتے تھے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد میری رائے میں مرزا صاحب نے اپنے دعویٰ نبوت میں تو کوئی تبدیلی نہیں کی لیکن نبوت کے مفہوم کے متعلق ان کے عقائد میں ضرور تبدیلی واقعہ ہوئی ہے۔ ابتداء میں جس نبوت براہِ راست یا نبوت تشریعی سے ان کو انکار تھا بدستور انکار ہی رہا ہے (مقابلہ کرو مکتوب ۱۷۔ اگست سنہ ۹۹ء و مکتوب ۲۳ مئی سنہ ۱۹۰۸ء) اور جس نبوت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ و اظہار علی الغیب کا اقرار تھا آخری دم تک وہی دعویٰ قائم رہا۔ البتہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اس کو زیادہ واضح کر دیا گیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جملہ کمالات رسول کریم معہ نبوت محمّدیہ حاصل کر کے تمام صفات میں نبی کریم کا ظل ہوں بلا شریعت جدید۔ وہ دعویٰ جدید و ہم جدید خاتم الانبیاء کا مظہر۔ بروز خاتم الانبیاء۔ وارث نبوت و رسالت محمّدیہ۔ بعینہٖ ظہور۔ اور بروزی رنگ میں بعثت ثانیہ آنحضرت صلعم +

تفہیم نبوت کی نسبت جو تبدیلی مرزا صاحب کے عقائد میں پیدا ہوئی وہ یہ ہے:۔

(۱) سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مرزا صاحب اپنے آپ کو جزوی اور ناقص نبی کہا کرتے تھے۔ بعد میں ان الفاظ کا استعمال ترک کر دیا اور صریح معنوں میں اپنے آپ کو نبی کہنے لگے۔ بلکہ محدث کا لفظ بھی ان کی آخری کتابوں میں نہیں پایا جاتا +

(۲) ابتداء میں مرزا صاحب کا یہ عقیدہ تھا کہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اس کو کہتے ہیں جو صاحب شریعت ہو یا براہ راست ہو لیکن بعد میں اپنی نسبت یہ کہا کہ میں خدا کی اصطلاح میں

نبوت کی اصطلاح میں اسلامی اصطلاح میں اور حقیقی معنوں میں نبی ہوں۔ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ شریعت لاوے یا صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو +

(۲) محدث کو مرزا صاحب صرف لغوی معنوں میں نبی کہا کرتے تھے۔ یعنے خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنے والا۔ گو خود بھی سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد لغوی معنوں میں نبی ہونے سے انکار نہیں کیا (صاحب نبوت تامہ کاملہ بھی لغوی معنوں میں نبی ہوتا ہے) لیکن اس حلقہ نبوت سے جس کے وہ خود مدعی تھے تمام محدثین کو خارج کر دیا اور صاف لفظوں میں بیان کر دیا کہ تیرہ سو سال ہجری میں میں ہی ایک فرد ہوں جو نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اور جس قدر اولیاء ابدال و اقطاب گذرے ہیں اس نام کے مستحق نہیں +

(۳) مرزا صاحب کے عقیدہ کے مطابق نبوت کی دو قسمیں ہیں :-

قسم اوّل - نبوت تشریعی - شریعت لانا - یا نزول کتاب -

قسم دوم - نبوت غیر تشریعی - مبشرات و منذرات -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مرزا صاحب ان معنوں میں خاتم النبیین مانتے ہیں کہ ان کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو قسم اوّل میں سے ہو اور نہ ہی قسم دویم براہ راست آسکتا ہے۔ باب نبوت قسم اوّل قطعی طور پر مسدود ہے اور نبوت قسم ثانیہ کا دروازہ اُمت محمدیہ کے لئے کھلا ہے۔ لیکن اس موہبت کے لئے مندرجہ ذیل ڈپلومہ درکار ہے :-

(ا) آنحضرت صلعم کا امتی ہو۔ (ب) فنافی الرسول کی حالت اتم درجہ تک ہو اور کوئی حجاب درمیان نہ رہے + (ج) اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ (د) حسب منطوق آیت لا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسولٍ برگزیدہ رسول ہو +

(۴) نفس نبوت بقول مرزا صاحب صرف **خدا سے ہمکلام ہوتا ہے**۔ مولوی عبد الحق (جماعت لاہوری) کا یہ خیال کہ براہ راست ہونا نبوت کا جزو لاینفک ہے مرزا صاحب کی تحریرات کے خلاف ہے۔ مرزا صاحب بار بار لکھتے آئے ہیں کہ نفس نبوت سے مستفیض ہو کر نبی کہلاتا ہوں اگر براہ راست ہونا نفس نبوت کے لئے ضروری ہے تو پھر وہ نفس نبوت کیسا جو مرزا صاحب کو عطا ہوا۔ کیونکہ براہِ راست نبوت اور وحی پر تو ان کے عقیدہ کے مطابق بھی مُہر لگ چکی ہے۔

خواہ وہ جزئی ہی کیوں نہ ہو +

(۵) اس نفس نبوت کے متعلق مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ خدا کا کلام ان پر بکثرت نازل ہوتا ہے اور لکھتے ہیں کہ جسقدر خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوتا ہے اگر اس کو جمع کیا جاوے تو بیس جزو کی کتاب بن سکتی ہے اس کلام کو مرزا صاحب یقینی اور قطعی قرار دیتے ہیں اور اسپر ایمان لانا ایسا ہی فرض سمجھتے ہیں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔ اپنی وحی کو اکمل اور اتم خدا کا کلام۔ انبیاء سابقہ کی عمارت نبوت کی مرمت کرنے والی قرار دیتے ہیں اور اس کے انکار کو تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا انکار +

(۶) مرزا صاحب یہ مانتے ہیں کہ محدث سے بھی خدا ہمکلام ہوتا ہے لیکن ان کی رائے میں محدثیت اور نبوت میں ضعف اور شدت رنگ کا فرق ہے۔ وہ حقیقت انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے وہی اولیاء میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہ حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے ان میں محفوظیت کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے ان میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے۔ حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف مختلف نام رکھے جاتے ہیں +

(۷) مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ اُن کے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توریت میں مذکور ہیں "میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنکو تم سچے مانتے ہو" مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ انکے متعلق خدا کے نشانوں اور پیشگوئیوں کا ذخیرہ اگر اسرائیلی نبیوں کی کتابوں میں تلاش کیا جاوے تو کسی اسرائیلی نبی کے سوانح میں اسکی نظیر نہ ملے گی + (تتمہ حقیقۃ الوحی صں ۱۳۶)

(۹) مرزا صاحب کی تعریف نبوت تامہ کاملہ یہ ہے جو حامل وحی شریعت ہو۔ مولوی عبدالحق لفظ نبوت کو نبوت تامہ کاملہ کا مترادف خیال کرتے ہیں لیکن مرزا صاحب کی کتابوں سے اسکی تائید نہیں ہوتی۔ مرزا صاحب کی رائے میں نبوت کے حقیقی معنے مکالمہ مخاطبہ الہیہ ہے شریعت کا لانا شرط نہیں۔ اور نہ یہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ فریقین میں دراصل نزاع دو الفاظ مستقل اور حقیقی کے معنوں پر ہے اگر

مستقل کے معنے صرف **براہ راست** کے ہوں تو مرزا صاحب ان معنوں میں مستقل نبی نہیں۔ اگر **حقیقی** کے معنے صرف **حامل وحی شریعت** کئے جاویں تو مرزا صاحب حقیقی نبی نہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے حقیقی کا لفظ اور معنوں میں بھی استعمال کیا ہے جس سے مراد صریح معنوں میں نبوت لیتے ہیں۔ اس مفہوم میں مرزا صاحب کا دعوٰی ہے کہ وہ حقیقی نبی ہیں لیکن غیر تشریعی ؛

(۱۰) مرزا صاحب اپنے آپ کو ظلی۔ بروزی۔ مجازی نبی صرف ان معنوں میں کہتے ہیں کہ انھوں نے منصب نبوت آنحضرتؐ کے واسطہ اور فیوض سے حاصل کیا ہے ورنہ سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ نفس نبوت کے لحاظ سے مرزا صاحب اس ظلی بروزی۔ مجازی نبوت کو ناقص نہیں سمجھتے بلکہ صاف طور پر اسرائیلی نبیوں کی طرح اپنے آپ کو 'نبی' کہلانے کا مستحق قرار دیتے ہیں ؛

میری رائے میں مرزا صاحب کی تحریروں سے نبوت کے اقسام حسب ذیل ثابت ہوتے ہیں :۔

نبوت لغوی معنوں میں
خدا سے خبر پاکر پیشگوئی کرنا

نبوت حقیقی یعنے صریح شرائط
(ا) کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ
(ب) اظہار علی الغیب
(ج) برگزیدہ رسول ہونا

(۱) مستقل یعنے براہ راست
(ا) نبوت تشریعی (شریعت یا نزول کتاب) ؛
(ب) نبوت غیر تشریعی (بشارات و منذرات) ؛
(۲) غیر مستقل یعنے بالواسطہ۔ ظلی بروزی۔ مجازی۔ نبوت ؛
(بشارات و منذرات پر مشتمل ہے اور بواسطہ آنحضرت صلعم مل سکتی ہے تیرہ سو برس ہجری میں مرزا صاحب صرف اپنے آپ کو ہی ایک فرد مخصوص قرار دیتے ہیں جس کو یہ منصب نبوت ملا ہے ؛)

نبوت مفہوم شرائط	
(ا) مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ضعیف مقابلتہً (ب) اظہار علی الغیب ضعیف مقابلتہً	(۱) محدثین امت محمدیہ جنکو نعمت کثرت مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ وغیرہ نصیب نہیں ہوئی + (۲) جملہ اولیاء۔ ابدال واقطاب جو بوجہ ضعف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبی کہلانے کے مستحق نہیں + (۳) دیگر ملہمین ومکلمین +

فضیلت کے متعلق مرزا صاحب کا اوائل میں جبکہ آپ اپنے آپ کو محدّث یا جزوی اور ناقص نبی کہا کرتے تھے یہ عقیدہ تھا کہ انکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے جو نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اگر کوئی امر انکی فضیلت کی نسبت القاء ہوتا تو اسکو جزئی فضیلت قرار دیا کرتے تھے لیکن بعد میں وہ اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے اور اپنے آپ کو صریح طور پر نبی سمجھنے لگے اور اپنی فضیلت حضرت عیسٰی پر تمام شان میں بیان کی۔ سابقہ عقیدہ قائم نہ رہنے کے وجوہات مرزا صاحب نے یہ بیان کئے ہیں +

(۱) خدا تعالٰے کی متواتر ۲۳ سال کی وحی جس میں صریح طور پر نبی کا خطاب دیا گیا +

(۲) مسیح ابن مریم آخری خلیفہ حضرت موسٰی کا ہے۔ میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے پس خدا نے چاہا کہ مجھے کم نہ رکھے +

(۳) خدا کی غیرت نے تقاضا کیا کہ آنحضرتؐ کی شان میں مخالف عیسائیوں نے جو توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ دکھلائے کہ اس رسول کے ادنیٰ خادم (یہاں مراد خود مرزا صاحب) اسرائیلی مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہے +

(۴) مجھ کو تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے خدمت سپرد کی گئی ہے اس لئے مجھے وہ قوتیں اور طاقتیں۔ معارف اور نشان دیئے گئے جو حضرت عیسٰی کو نہیں دیئے گئے کیونکہ وہ فرقہ یہود کی اصلاح کے لئے آئے تھے +

(۵) بقول دانیال نبی میرا آنا خدا کے کامل جلال کے ظہور کا وقت ہے +

(۶) حسب عقیدہ یہود آخری مسیح افضل ہے اور عیسائی قائل ہیں کہ آمد ثانی میں مسیح بڑی قدرت اور جلال سے ظاہر ہوگا +

(۷) اِسلام آخری مسیح کو نبی اور حَکَم کہتا ہے۔ (۸) خدا نے اس کے رسول نے اور اس کے تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے +

ان وجوہات پر مرزا صاحب اس بات کے مدعی ہیں کہ چونکہ میں ثابت کرچکا ہوں کہ آنیوالا مسیح میں ہوں پس میں نبی اور حَکَم کہلا سکتا ہوں۔ جو شخص مجھے نبی اور حَکَم نہیں مانتا وہ نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت کرے کہ مسیح موعود نہ نبی کہلا سکتا ہے نہ حَکَم +

پس میرا فیصلہ یہ ہے

بہت شور سُنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اِک قطرۂ خون نکلا

لاہوری جماعت اور قادیانی جماعت کے درمیان محض نزاع لفظی ہے[عہ] مرزا صاحب کثرت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ کو خدا کی اصطلاح نبوی کی اصطلاح۔ اسلامی اصطلاح اور خود اپنی اصطلاح میں نبوت قرار دیتے ہیں اور لاہوری جماعت اسکو غیر نبوت سمجھتی ہے اور بجز اس نبوت کے جو حامل شریعت ہو یا جسمیں کتاب نازل ہو یا جو براہ راست ہو اور کسی نبوت کو نبوت قرار نہیں دیتے۔ بقول مرزا صاحب صرف نبوت تشریعی کا دروازہ بند ہے۔ نبوت غیر تشریعی جو مبشرات اور منذرات پر مشتمل ہے اس کا دروازہ اُمت محمدیہ کے لئے کھلا بیان کرتے ہیں۔ میرے خیال میں مولوی عبدالحق کی اسوقت وہ پوزیشن ہے جو بخیال مرزا صاحب انکی حیات میں مخالفین نے اختیار کر رکھی تھی جو مرزا صاحب کی تحریروں میں نبی کا لفظ دیکھ کر طیش میں آجاتے تھے کیونکہ ان کے ذہن میں نبوت کی یہ تعریف سمائی ہوئی تھی کہ نبی صرف اسکو کہتے ہیں جو صاحب شریعت ہو جسپر کتاب نازل ہو یا جو براہ راست ہو۔ مرزا صاحب نے اس کا جواب اپنی زندگی میں دیا تھا اور میری رائے میں وہی جواب اب مولوی عبدالحق کے لئے موجود ہے +

(۱) "ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف نفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے اُن کلمات کو جو نبوت یعنی پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جسکو بکثرت ایسی پیشگوئیاں بذریعہ وحی دیجاویں یعنی اسقدر کہ اسکے زمانہ میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں۔۔۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیشگوئیوں پر مشتمل ہوں نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے" (چشمہ معرفت صفحہ ۱۸۰)

عہ نزاع لفظی سے میری مراد وہی نزاع ہے جو مرزا صاحب کی زندگی میں احمدیوں اور اُن کے مخالفین کے مابین تھی۔ مرزا صاحب نے [illegible]

(۲) "یہ تمام قسمیں دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنے صرف یہ ہیں خدا سے بذریعہ وحی خبر پانیوالا ہو اور شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۸) ؛

(۳) "خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات و مخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا ہے (حقیقۃ الوحی تتمہ صفحہ ۶۸)

(۴) خدا کی طرف سے کلام پاکر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح میں نبی کہلاتا ہے" (حجۃ اللہ صفحہ ۳) ؛

(۵) "جبکہ وہ مکالمہ مخاطبہ اپنی کیفیت اور کمیت کے رو سے کمال درجہ تک پہنچ جائے اور اس میں کوئی کثافت اور کمی باقی نہ ہو اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر تمام نبیوں کا اتفاق ہے۔" (الوصیت صفحہ ۱۲) ؛

(۶) "میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۶)

(۷) اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہیں جو آنحضرت صلعم کے اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

پس مرزا صاحب کی تحریروں اور تقریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ :-

(أ) مرزا صاحب مستقل یعنے براہ راست نبی نہیں اور نہ ان معنوں میں حقیقی نبی ہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں لیکن غیر مستقل غیر تشریعی نبی ہیں ؛ (ب) بقول مرزا صاحب وہ ان معنوں میں حقیقی نبی ہیں کہ انھوں نے آنحضرت کے واسطہ سے منصب نبوت پایا ہے ؛ (ج) بقول مرزا صاحب تیرہ سو برس ہجری میں بجز میرزا صاحب کسی کو یہ منصب نبوت عطا نہیں ہوا ؛ (د) بقول مرزا صاحب آپ زمرہ انبیاء میں داخل ہیں اور ان میں اور انبیائے ماسبق میں صرف ذریعہ حصول کا فرق ہے نہ کہ نفس نبوت کا ؛ (ہ) بقول مرزا صاحب ان کو حضرت عیسٰی پر بوجہ نبی ہونے کے تمام شان میں فضیلت ہے ؛

نوٹ - مسئلہ کفر و اسلام کا فیصلہ بعد میں دیا جائے گا ؛

محمد عمر بی اے - ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ پنجاب
پریزیڈنٹ جلسہ مباحثہ احمدیان شملہ ۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۱۵ء